وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے!

جلد 9	شمارہ 04	جمادی الثانی 1436ھ	اپریل 2015ء

ISSN 2305-6231

ماھنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت

ڈاکٹر محمد سعد صدیقی
حافظ مختار احمد گوندل
پروفیسر خلیل الرحمٰن
محمد فیاض عادل فاروقی

مدیر معاون ونگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن
تزئین وگرافکس: جواد عمر
قانونی مشاورت:
محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ، چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

ترسیلِ زر بنام: انجمن خدام القرآن رجسٹرڈ جھنگ

اہل ثروت حضرات کے لیے تاحیات زرِ تعاون سترہ ہزار روپے یکمشت

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 400روپے، قیمت فی شمارہ 40روپے

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر پاکستان پوسٹ کوڈ35200

047-7630861-7630863

ای میل: hikmatbaalgha@yahoo.com

ویب سائٹ: www.hikmatbaalgha.com
www.hamditabligh.net

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی طابع: محمد فیاض مطبع: سلطان باہو پریس، فوارہ چوک، جھنگ صدر

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَآلَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ متاع ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا زیادہ حق دار ہے

مشمولات

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	سورة الانشقاق	3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو	انجینئر مختار فاروقی	6
4	جدید اسلامی سکولوں میں ہم بچوں کو کیا پڑھا رہے ہیں (4)	سیّد خالد جامعی	13
5	حقیقت نیکی II	انجینئر مختار فاروقی	29
6	دہشت گردی کے واقعات کے پیچھے کون؟	محمد منظور انور	45
7	سی آئی اے کا خفیہ ٹارچر پروگرام	سیّد عاصم محمود	52
8	تعارف 25 روزہ کورس (پھر سوئے حرم لے چل)		57

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 6 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں (ادارہ)

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

سورۃ الانشقاق (84) ، آیات 25 ، رکوع 1

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ O

اور جس کا نامہ (اعمال) اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا

فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا O وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا O

وہ موت کو پکارے گا اور دوزخ میں داخل ہو گا

اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا O

یہ اپنے اہل (وعیال) میں مست رہتا تھا

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ O

اور خیال کرتا تھا کہ (اللہ کی طرف) پھر کر نہ جائے گا

بَلٰۤى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا O

ہاں (ہاں) اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ O

ہمیں شام کی سرخی کی قسم

وَالَّيۡلِ وَمَا وَسَقَ O وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ O

اور رات کی اور جن چیزوں کو وہ اکٹھا کر لیتی ہے ان کی

اور چاند کی جب کامل ہو جائے

لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ O

کہ تم درجہ درجہ (رتبہ اعلیٰ پر) چڑھو گے

فَمَا لَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ O

تو ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایمان نہیں لاتے

وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيۡهِمُ الۡقُرۡاٰنُ لَا يَسۡجُدُوۡنَ O (سجدہ والی آیت)

اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے

بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُكَذِّبُوۡنَ O

بلکہ کافر جھٹلاتے ہیں

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يُوۡعُوۡنَ O

اور اللہ ان باتوں کو جو یہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں خوب جانتا ہے

فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ O

تو ان کو دکھ دینے والے عذاب کی خبر سنا دو

اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ہاں جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے

لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ O

ان کے لیے بے انتہا اجر ہے

صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ وَ اٰلِهٖ وَسَلِّمۡ

بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات

1

أَخْرِجُوا اليَهُودَ والنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ
العَرَبِ (مسلم عن عمر رضی اللہ عنہ)

"یہود اور نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دو"

2

اُدْعُوا اللّٰہَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰہَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ
قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ

(ترمذی عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو اس کے قبول ہونے کا یقین رکھا کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کسی غافل اور غیر متوجہ دل سے (مانگی ہوئی) دعا قبول نہیں فرماتا۔

الجَامعُ الصَّغِیر فی احادیث البشیر والنذیر، للامام جلال الدین السیوطی رحمہ اللّٰہ

حرفِ آرزُو

انجینئر مختار فاروقی

1 اندرونِ ملک بالخصوص کراچی کے جرائم پیشہ افراد کے خلاف رینجرز کی حالیہ کارروائی مبارک ___ مگر یہ کام تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے

O چند ہفتے قبل کراچی میں ایک معروف سیاسی جماعت کے ہیڈکوارٹر پر رینجر کی ایک قانونی کارروائی میں کئیHIGH VALUE مجرم گرفتار ہوئے، ردّعمل میں سخت بیانات کے تبادلے اور پھانسیوں کے فیصلے کے بعد ان کا مؤخر کردیا جانا، بیرون ملک مقیم سیاسی قیادت کے چبھتے بیانات اور توہین آمیز الفاظ کے استعمال کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ اللہ کرے کہ ملک میں جاری یہ CLEAN-UP OPERATION کامیابی سے ہمکنار ہو اور ملک کے طول وعرض میں جاری بدامنی، قتل وغارت، جلاؤ گھیراؤ اور بھتّہ خوری وغیرہ کا خاتمہ ہوسکے۔

O اس مبارک کام کے سرانجام دینے اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس آپریشن کی زد میں آنے والی قوتوں، جماعتوں اور افراد پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور ذرا سی کوتاہی اور غفلت سارے آپریشن کو بگاڑ سکتی ہے۔

O کراچی کی اس معروف جماعت متحدہ قومی موومنٹ کے سربراہ کا ایک طویل عرصے سے برطانیہ میں مقیم ہونا اور وہاں سے بیٹھ کر ویڈیو لنک اور ٹیلی فون لنک کے ذریعے مقامی

جلسوں سے خطابات، ہدایات، تبصرے اور فیصلوں کا اعلان برطانوی سرکار کی اشیر باد اور اس کی حمایت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

برطانوی سرکار کی حمایت کے پیچھے ان کے اپنے بین الاقوامی منصوبے، پالیسیاں اور طویل المیعاد ٹارگٹ ہی ہو سکتے ہیں لہٰذا یہ آپریشن سادہ اور بسیط عمل نہیں ہے اس آپریشن کے ذریعے جوزک مجرمین کو اُٹھانی پڑے گی اور اس سیاسی جماعت کو پہنچے گی اس کے اثرات (REPURCUSSIONS) دراصل برطانوی ایوانوں تک جائیں گے اور اس کا ردِّعمل بھی یقیناً آئے گا۔

O جرائم پیشہ افراد کے سرپرستوں پر بھی غیر جانبداری کو ملحوظ رکھ کر سخت ہاتھ ڈالا جانا ضروری ہے۔ مئی 2007ء میں جب معزول چیف جسٹس آف پاکستان، کراچی ایئرپورٹ سے باہر نہ آسکے اور شہر میں قتل وغارت کا بازار گرم رہا۔ اس وقت کا حکمران اس اقدام کو اپنی طاقت کا مظاہرہ ظاہر کر رہا تھا۔ اسی طرح بلدیہ ٹاؤن کراچی کے دل خراش واقعہ کے سرپرستوں کو بھی بلارُورعایت عدالتی کٹہرے میں لایا جانا ضروری ہے۔

O اندرونِ ملک اس آپریشن سے ہمارے پڑوسی ممالک بالخصوص بھارت جس طرح فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا وہ راجھستان میں اسرائیل بھارت مشترکہ نگرانی مرکز کی تعمیر کے منصوبے سے عیاں ہے۔ نیز امریکہ اور برطانیہ سے بھی ہمیں اس معاملے میں کسی ’خیر‘ کی توقع نہیں ہے۔ امریکی اور برطانوی حکومتیں انفرادی سطح پر تو کسی شخص کی جیب ڈالروں اور پاؤنڈوں سے بھر کر اس کو فائدہ پہنچا سکتی ہیں مگر ملکی سطح پر اور اسلامی تشخص کی بحالی اور حفاظت کے لئے ان مغربی طاقتوں سے ہمیں کسی خیر کی توقع کرنا فضول ہے اور کوئی شخص بھی بقائمی ہوش وحواس یہ باور نہیں کر سکتا کہ برطانیہ، فرانس، امریکہ کی حکومتیں ہماری خیر وخواہ (WELL WISHERS) ہیں بلکہ UNO کے پلیٹ فارم سے یہی طاقیں ہمارے خلاف VETOاستعمال کر کے ہر قسم کا گزند پہنچا سکتی ہیں۔

O برطانیہ صہیونیّت کا پُرانا مہرہ ہے فرانس صہیونیّت کی مُٹھّی میں ہے اور امریکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد برملا صہیونی مفادات کا نگرانِ اعلیٰ ہے۔ اسرائیل اور پاکستان یا صہیونیت اور

پاکستان کے اختلافات کوئی راز نہیں ہیں۔ لہٰذا اس آپریشن کے دوران ہر قدم پر جس شخص پر بھی ہاتھ ڈالا جائے گا اس کو فوراً مغربی ایوانوں میں (خطرے کی گھنٹی کے طور پر) محسوس کیا جائے گا۔

O ہماری استدعا ہے کہ اس اپریشن کو

1۔ ہرگز ہرگز سیاسی رنگ نہ دیا جائے۔

2۔ قتل وغارت ڈکیتی، بھتّہ خوری اور دیگر انسان دشمن کارروائیوں کو بطور جرائم ہی ٹارگٹ کیا جائے اور اس کے لئے آئینی اور قانونی تقاضے پورے کیے جائیں۔

3۔ ان جرائم کی زد میں آنے والے افراد کا بلا لحاظ حیثیّت اور عہدہ احتساب کیا جائے اور اس میں جانبداری اور رُورعایت کا احساس بلکہ شائبہ بھی پیدا نہ ہونے دیا جائے۔

4۔ غیر ملکی قوتوں کے مذمُوم ارادوں، منصوبوں اور اہداف کے حصول میں ناکامی کے خوف سے جو ردّ عمل سامنے آسکتے ہیں اس کا خاص خیال رکھا جائے اور اس سے ادنیٰ درجے میں بھی غفلت اور کوتاہی کو قریب نہ آنے دیا جائے۔

O اس بات میں کوئی اِبہام اور شک نہیں ہے کہ اس آپریشن کی کامیاب تکمیل سے اس مملکت خداداد پاکستان میں نظریۂ پاکستان کے فروغ، عدلِ اجتماعی کے حصول، کفالت عامّہ کی برکات اور حضرت محمد ﷺ کے لائے نظام خلافت کی برکات کے فروغ کا دروازہ کھلے گا اس ملک کے تمام شہری بلالحاظ مسلک و مشرب اور مذہب و ملت اس اجتماعی عادلانہ نظام (COLLECTIVE SOCIAL JUSTICE) کے ثمرات بچشم سر مشاہدہ کرسکیں اور یہی نقطۂ آغاز ہوگا ____ ان شاء اللّٰہ ____

____ ایک فرمان رسالت مآب ﷺ کے مطابق

عالمی نظامِ خلافت

کے حسین خواب کی (روئے ارضی پر) ایک خُوبصورت تعبیر کا

____ مفکّرِ پاکستان کی آرزوؤں اور امنگوں کی عملی تفسیر کا

____ بانیٔ پاکستان کے سینکڑوں خطابات اور بیانات کے

عالم واقعہ میں متشکّل ہونے کا

______ اور نتیجہ سامنے آنے کا ان لاکھوں گمنام مسلمان مردوں، عورتوں، بچوں، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کی قربانیوں کا، جو 1757ء سے 1947ء تک حصولِ پاکستان کے لیے برطانوی استبدادی صہیونی استعماری قوّت سے آزادی کی خاطر دی گئی تھیں ______ اور

______ وقت ہوگا آزادی کی اُس سحر آفرین صبح کا جس کے انتظار میں ہماری کئی نسلیں اُداسی اور مایوسی کے عالم میں دنیا سے رخصت ہوچکی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ لَنَا ھٰذَا ______ آمین یارب العالمین

2۔ حلال فوڈ اتھارٹی کا قیام نہایت خوش آئند مگر ___ کیا کرپشن کے پیسے سے 'حلال فوڈ' کھانے سے وہ فوڈ حلال ہو جاتا ہے؟

O ماہ فروری 2015ء میں ملکی اخبارات/ میڈیا نے اس خبر کو نمایاں جگہ دی کہ ملک میں سرکاری کنٹرول نہ ہونے کی بنا پر مقامی سطح پر اور درآمدی فوڈ کے نام سے کئی حرام اشیاء درآمد ہو کر دانستہ یا غیر دانستہ طور پر استعمال ہو رہی ہیں لہٰذا ___ حکومت نے ایک ادارہ 'حلال فوڈ اتھارٹی' کے قیام کا فیصلہ کیا ہے اس سلسلے میں تیاری کی جارہی ہے اور جلد ہی متعلقہ بل پارلیمنٹ سے منظور کروانے کے بعد آئینی تقاضے پورے کر کے اس ادارے کا قیام عمل میں آجائے گا۔

ہمارے نزدیک یہ بابرکت کام پاکستان جیسے نظریاتی ملک میں بہت پہلے ہونا چاہئے تھا تاہم 'دیر آید درست آید' یا BETTER LATE THAN NEVER کے مصداق یہ اقدام نہایت خوش آئند ہے اور اس کام کے آئینی اور قانونی تقاضوں کو خُوبصورتی سے پورا کر کے قابل عمل اور مؤثر بنانے والے تمام افراد مبارک باد کے مستحق قرار پائیں گے۔

O 'حلال' کا لفظ قرآن پاک میں آیا ہے اور ایک دینی اصطلاح ہے اس کے مقابلے میں دوسری دینی اصطلاح 'حرام' کی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حلال فوڈ اتھارٹی کے قیام میں 'حرام فوڈ' کے استعمال کو روکنا ہی مطلوب ہے۔ گویا ہمارے حکمرانوں کے ذہن میں اسلام، قرآن، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام ہیں جن کے پیش نظر یہ اقدام کیا جارہا ہے۔

O ان سطور میں ہم حکمرانوں کی توجّہ اس امر کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ کسی 'فوڈ' کو حلال سے حرام بنانے والا ایک اہم عامل اس پیسے کی نوعیّت بھی ہے جس سے وہ چیز خریدی جاتی ہے۔ پیغمبر اسلام ہمارے آقا سیّدنا حضرت محمدﷺ کا ارشادِ گرامی یوں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا، وَاِنَّ اللّٰہَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِینَ بِمَا أَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِینَ، فَقَالَ: یَا اَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (المؤمنون: ۵۱) وَقَالَ: یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا کُلُوا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ (البقرۃ: ۱۷۲) ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ، یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَاءِ، یَا رَبِّ! یَا رَبِّ! وَمَطْعَمُہٗ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ، وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ، فَأَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ؟

(رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

''بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ صرف پاک چیز ہی قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اے میرے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو''۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے فرمایا: ''اے ایمان والو! ہم نے جو پاکیزہ چیزیں تمہیں رزق کے طور پر دی ہیں ان میں سے کھاؤ''۔ اس کے بعد آپﷺ نے اُس شخص کا ذکر کیا جو طویل سفر کرے، اس کے بال پراگندہ اور خود غبار آلود ہوں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر یاربّ! یاربّ! کہے، مگر اس کی حالت یہ ہو کہ اس کا کھانا، پینا، لباس اور غذا ہر چیز حرام ہو تو اس کی دُعا کیسے قبول ہو؟''

______ گویا کرپشن، لوٹ کھسوٹ، رشوت، بددیانتی، ظلم، ناانصافی اور استحصال کے ذریعے کمائے ہوئے پیسے سے جو خوراک اور لباس وغیرہ استعمال ہوگا وہ بھی حرام ہے۔

کاش ہمارے حکمران اس متوقع 'حلال فوڈ اتھارٹی' کے تحت ہمارے ملک پاکستان کی اشرافیہ اور مقتدر طبقات کے منہ زور افراد اور خاندانوں کو اس 'حرام' سے نکال کر 'حلال' کی طرف لانے کا بھی کوئی اہتمام کر دیں۔ ہمارے ملک میں کئی عنوانات سے بکھرے ہوئے قوانین موجود

ہیں جو کرپشن سے بحث کرتے ہیں اور اس کو روکنے کے لئے مختلف سزاؤں کا تازیانہ دکھاتے ہیں مگر عملی اعتبار سے نتیجہ صفر ہے۔

O ہم حکمرانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ’حلال‘ فوڈ اور ’حلال‘ آمدنی کے موضوعات کو ملک میں جاری تعلیمی نصاب میں شامل کریں۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے ’حرام‘ کا حرام ہونا اور ایک لعنت ہونا واضح کریں۔ ریڈیو، ٹی وی کیبل اور ٹاک شوز کے پروگراموں میں ان اَخلاقی قدروں کو بحال کرنے کی سعی کریں جو دن بدن مغربی اَفکار و نظریات (لبرل ازم اور روشن خیالی) کے سیلاب میں بوسیدہ ہوتی جا رہی ہیں۔ بچوں کو ابتدائی تعلیم کے ذریعے ان اخلاقی اقدار اور ’حلال فوڈ‘ کے ساتھ ’حلال و حرام‘ کا فرق ذہن نشین کرایا جائے گا تو امّید ہے کہ آئندہ ایک دو عشروں میں اچھے لوگ ملک کی زمامِ اقتدار سنبھالیں گے اور ملکی حالات بہتر ہوں گے۔

O ’حلال فوڈ اتھارٹی‘ کے پیچھے جو عزمِ مصمّم موجود ہے اس عزمِ مصمّم کا یہ بھی تقاضا ہے ملک میں غیر مُسلم تعلیمی ادارے جو مغربی کلچر پھیلاتے ہیں اور اخلاقی اقدار کو تباہ کر رہے ہیں جس سے ہماری اور حکمرانوں کی اپنی نئی نسلیں اپنے اخلاق و اقدار سے عاری ہوتی جا رہی ہیں ان تعلیمی اداروں، ان کے اساتذہ اور ان کے نصاب ہر چیز پر قدغن (CHECKS) ہونا بھی ضروری ہے۔

O عملاً یہی ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کے اشرافیہ کے بچے مغرب میں تعلیم حاصل کر کے واپس آتے ہیں تو وہاں سکول کالج یونیورسٹی لیول پر جو چیزیں دیکھتے، استعمال کرتے اور کھاتے ہیں یہاں سرکاری عہدوں پر آ کر اور اسمبلیوں میں رونق افروز ہو کر جب ان مغربی ذائقوں کی کمی محسوس کرتے ہیں تو وہی چیزیں مغرب سے درآمد ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ صرف ’حلال فوڈ اتھارٹی‘ کے قیام سے ہوائی اور سمندری راستوں سے چند ممنوعہ برانڈ کی ’فوڈ‘ کو روکنے سے کام نہیں چلے گا اور نہ حقیقی مقاصد پورے صدفی صد ہوں گے۔ ’حلال فوڈ اتھارٹی‘ بجا، ضرور قائم کریں لیکن اس کے ساتھ اشرافیہ اور اپنے نئی نسلوں کے ذہنوں کو ان اقدار سے روشناس کرائیں جو ہمارے دین اسلام کی تعلیمات کی عطا کردہ ہیں۔ تا کہ ہمارے ہاں مقنّنہ، عدلیہ، فوج اور میڈیا اور انتظامیہ کے اہل کاروں میں وہ اسلامی حِس بیدار ہو جو اس قانون کے مطابق عمل کر کے اپنے ضمیر کو مطمئن رکھ سکیں ـــــــ

وگرنہ دیگر بہت سے قوانین اور سرکاری کارپوریشنوں کی طرح یہ ایک نیا ادارہ بھی ناکارہ ہوکر رہ جائے گا۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو۔ آمین

☆ ایک نہایت اہم اور قابل لحاظ نکتہ یہ بھی ہے کہ پاکستان میں غالب اکثریت حنفی فقہ کے قائلین کی ہے جبکہ فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے ماننے والے (اہل حدیث مسلک) بھی قابل قدر تعداد میں ہیں اور فقہ جعفری کے پیروکار بھی ہیں، فقہ مالکی کے ماننے والے قلیل تعداد میں ہوں گے۔ ان فقہی مکاتب فکر میں تفصیلات میں جا کر عملاً سمندری جانور (SEA FOOD) اور دیگر معاملات میں اختلافات ہیں۔ لہٰذا ہماری استدعا ہے کہ باہر کے ملکوں (جیسے برادر ملک انڈونیشیا وغیرہ) سے 'حلال فوڈ' کے نام پر آنے والی اشیاء پر اگر فقہ حنفی یا فقہ شافعی کا اندراج لازمی قرار دیا جائے تو ہی عوام کی غالب اکثریت کے نقطۂ نظر کا احترام ہو سکے گا ورنہ اختلافات میں شدت آنے کا اندیشہ ہے۔ اس سلسلے میں ہر مسلک کے علمائے کرام سے گزارش ہے کہ وہ بھی حکومت کی صحیح اور بروقت رہنمائی فرمائیں تاکہ یہ نیک کام بخیر و خوبی تکمیل پذیر ہو سکے۔

دُعا

اُٹھا لے زر کی رنگینی فقیری کا ہنر دے دے
عطا کر جان لفظوں کو دُعاؤں میں اثر دے دے
ملائک ہم نے کیا کرنے ہمیں کوئی بشر دے دے
ترستی ہے یہ دنیا یا خدا کوئی عمرؓ دے دے

عابی مکھنوی

(4)

جدید اسلامی سکولوں میں بھی

ہم بچوں کو کیا پڑھاتے ہیں؟

ہر کتاب کو اسی زاویے سے دیکھیے

(گزشتہ سے پیوستہ)

سیّد خالد جامعی

شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، کراچی یونیورسٹی

چھٹی کتاب کا نام ہے A Good Trick بہت بڑے ڈبّے سے غالیچہ A-rug نکالا جارہا ہے بچے حیرت سے دیکھ رہے ہیں غالیچے کے نیچے سفید چادر A Sheet ہے اسے اتارا گیا اس کے اندر سے بڑا ڈبہ A big box نکلا اب عورت مرد اس ڈبّے کو اوپر اٹھاتے ہیں اس کے اندر سے ایک چھوٹا ڈبہ A little box نکلتا ہے اب عورت مرد پوچھتے ہیں بتاؤ اس کے اندر کیا ہے؟ ڈبہ کھلتا ہے اس کے اندر سے مسکراتا ہوا بچہ نکلتا ہے جس کا نام ہے Kipper یہ ہے ترکیب Trick۔ پری نرسری کے بچے کو کرتب اور شعبدے بتائے جارہے ہیں مگر کیوں؟ کیا وہ حقیقت اور شعبدے میں فرق کر سکتا ہے؟

اور اب ساتویں مگر آخری کتاب پڑھیئے۔ Six in a Bed اَمی ابو بستر میں لیٹے ہوئے رسالہ اور کتاب پڑھ رہے ہیں۔ کمرہ نہایت شاندار، مسہری زبردست، اس پر چار موٹے موٹے نرم نرم تکیے، امی ابو کے سرہانے ٹیبل لیمپ دیوار میں الگ الگ نصب ہیں تاکہ روشنی کتابوں پر آئے چھوٹا بچہ بھی کتاب لے آتا ہے کمرے کے کونے پر کھڑا ہو کر جھانکتا ہے امی ابو اسے دیکھتے ہیں تو اپنے بستر پر بلا لیتے ہیں وہ دونوں کے بیچ میں بیٹھ جاتا ہے اپنی کتاب پڑھنے لگتا ہے امی ابو اپنی کتاب رسالہ رکھ کر اس کے ساتھ مصروف ہو جاتے ہیں بڑا بھائی بھی اپنا کھلونا لے

کرامی ابو کے کمرے میں جھانکتا ہے دونوں اسے بھی بلالیتے ہیں وہ بھی مسہری پر چڑھ جاتا ہے اپنا بھالو ابّا کے پاس رکھ دیتا ہے اور چھوٹے بھائی کی کتاب میں دلچسپی لیتا ہے اشارہ کرتا ہے۔ بڑی بہن بھی اپنا بھالو لے کر پہنچ جاتی ہے امی ابّا اسے دیکھتے ہیں تو اسے بھی بستر پر بلا لیتے ہیں وہ اپنی امی کے ساتھ بیٹھ جاتی ہے بھالو رکھ دیتی ہے اور چھوٹے بھائی کی کتاب میں دلچسپی لیتی ہے۔ اب گھر کی آخری عظیم ہستی کُتّے صاحب بھی تشریف لے آتے ہیں وہ تنہائی کا شِکار ہو گئے ہیں لہٰذا وہ بھی دروازے سے جھانکتے ہیں امی ابو بھی غور کر رہے ہیں کہ حضرت کے ساتھ کیا معاملہ کریں وہ چھلانگ لگا کر مسہری پر چڑھتے ہیں مسہری پہلے ہی وزن سے ڈانواڈول تھی اب جو کُتّے کا وزن آیا تو مسہری کا توازن بگڑ گیا ایک پایا ٹوٹ گیا سب لوگ چیخ رہے ہیں بھالو صاحب نیچے گر رہے ہیں، بہن بھی نیچے گر رہی ہے۔

ان کتابوں میں کس قسم کی معاشرت کس قسم کا طرزِ زندگی بتایا گیا ہے؟ کتاب بچے کے لیے پری نرسری کی سطح پر آئیڈیل ہوتی ہے کیوں کہ اس کی شخصیت بننے کے عمل میں ہوتی ہے پڑھایا وہ جاتا ہے جو عالی مثالی و معیاری [Superior, Ideal, Standrised] ہو—— آپ کے دین، تاریخ، تہذیب، علمیت اور کلیت سے ہم آہنگ ہو تو کیا یہ نصابی کتابیں اس معیار پر اترتی ہیں؟

آکسفرڈ کی یہ کتابیں ایک خاص طبقۂ اشرافیہ [Elite Class] کے طرزِ زندگی کی ترجمانی کرتی ہیں جس کا حصول ننانوے اعشاریہ ننانوے فی صد لوگوں کے لیے قیامت تک ناممکن ہے آپ اعشاریہ ایک فی صد لوگوں کے طرزِ زندگی کو معیاری اور مثالی طرزِ زندگی کے طور پر پیش کر کے بچوں کو کس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں؟ دنیا کی طرف یا آخرت کی طرف حقیقت کی طرف یا خواب کی طرف۔ مادہ پرستی کی طرف یا خدا پرستی کی طرف—— جو بچہ اپنی کتابوں میں ایک خاص مادہ پرستانہ، پُرتعیش، چھچھورے، غیر ذمہ دارانہ، غیر اخلاقی، احمقانہ، جاہلانہ طرزِ زندگی کو دیکھے گا کیا وہ اس سے مختلف طرزِ زندگی کو حیرت یا حقارت کے ساتھ نہیں دیکھے گا؟ وہ کتابوں میں بتائے گئے اس غیر حقیقی، ناممکن طرزِ زندگی کے حصول کا خواب بچپن سے دیکھے گا اور جب اسے پا نہ سکے گا تو یقیناً وہ خود کو محروم مجبور بے بس اور بے کس تصور کرے گا۔ جدید سیکولر

نظامِ تعلیم اس طرزِ زندگی کے حصول کی آرزو اور جستجو کو زندگی کا اصل ہدف بناتا ہے۔ مختصراً اس نظام کا مقصد ناممکن کی جستجو ہے اور جو ممکن ہے اس نظامِ تعلیم کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ـــــ کیا ان کتابوں سے بچے کی مذہبیت، اخلاقیات، ارادوں، عزائم، خواہشات، میں بنیادی نوعیت کا تغیر واقع نہیں ہوگا؟

اس تجزیے کے ذریعے اس طریقے کو متعارف کرنے کی کوشش کی گئی جس کے ذریعے تمام اسلامی اسکولوں کے مخلص منتظمین اساتذہ، مالکان سرپرست اپنے نصاب کا ازسرنو جائزہ لیں اور کسی مشترکہ نئے نصاب کے انتظار کے بجائے موجود و میسر نصاب میں فوری اصلاح کا آغاز کردیں۔

جدید اسکول کا نظامِ تعلیم عقلیت، آزادی، لذت پرستی، افادہ پرستی، نتائجیت پرستی، حسیت پرستی، تجربیت اور حقوق طلبی [Rationalism/ Freedom/ Hedonism/ utalitarianism/ Pregmatism/ Emprialism/ Demand of Rights] کے عقائد کی تعلیم دیتا ہے اور اسی کے مطابق نسل نو کی تعلیم و تربیت کرتا ہے لہٰذا ان اداروں سے نکلنے والا وجود صرف ایک مادی وجود ہوتا ہے وہ نورانی، روحانی، ایمانی اور اخلاقی وجود نہیں ہوتا اسی لیے جدیدیت کے منہاج میں انسانی نفس ایک آزاد، خودمختار، فاعل مطلق، حق خودارادیت کا حامل ہے۔ جس کے تزکیۂ نفس کا کوئی نظام کسی نظریے (لبرل ازم، نیشنل ازم، سوشلزم، ہیومن ازم، فاشزم، فیمن ازم، انارکزم) میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

امراء القیس کے بارے میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ شاعر تو بہت اچھا ہے مگر قیامت کے دن جہنمیوں کا سردار ہوگا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ بتاتا ہے کہ آرٹ خواہ کس قدر قابل قدر ہی کیوں نہ ہو اگر وہ اخلاقی اقدار سے آزاد ہے تو اس کی اقدار تہذیب کے لیے تباہ کن ہوں گی کیونکہ اخلاقیات سے آزاد ہونے کے بعد صالح زندگی تو درکنار انسانی زندگی بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ امراء القیس کی شاعری کی طرح جدید سیکولر تعلیمی نظام بھی بہت اچھا ہے مگر اس نظام سے نکلنے والوں کی منزل جنت نہیں یہ نظام جنت کی طرف رہنمائی کرنے سے قاصر ہے کم از کم یہ بات تو ہمیں تسلیم کر لینی چاہیے۔

سیکولر نظامِ تعلیم میں اسلامیات کا ایک پیریڈ پڑھانے، تجوید، ترجمے اور دعائیں یاد

کرانے سے کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آسکتی کیونکہ جو ذہنی سانچہ اور فکری ڈھانچہ یہ نظامِ تعلیم تخلیق کرتا ہے اسے اسلام کی جزوی تعلیم سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ برطانیہ کے تمام تعلیمی اداروں میں انجیل کی تعلیم لازمی ہے مگر وہاں کے اسکولوں اور معاشرے کی مجموعی اخلاقی صورت حال کیا ہے یہ سب کے علم میں ہے کچھ یہی حال عالم اسلام کے اسکولوں کا ہے۔

آزادی، مساوات اور ترقی کے عقیدے کے نتیجے میں تزکیۂ نفس، اخلاقیات، انسان کے باطن کی تعمیر، اس کی اصلاح جدید لبرل سیکولر جمہوری غیر جمہوری ریاست کے اہداف میں شامل نہیں رہی اس کا نتیجہ امریکہ اور یورپ میں کیا نکلا تمام نسلیں مجرم، بدکردار اور گناہوں میں گرفتار ہیں اخلاقی طور پر ان کا جو حال ہے وہ ــــــ وائٹ ہاؤس سے صدر اوبامہ کی ہدایت پر جاری ہونے والی رپورٹ Rape & Sexual Assualt: A Reviewed Call to Action , Jan 2014 میں پڑھیے یہ رپورٹ ــــــ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت، سب سے زیادہ آزاد، تعلیم یافتہ، ترقی یافتہ قوم امریکہ کی بدترین حالت سے آگاہ کرتی ہے جو ہر پاکستانی کا آئیڈیل ملک ہے۔ یہ رپورٹ وائٹ ہاؤس کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ رپورٹ کے مطابق 22 ملین امریکی عورتوں اور دو ملین لڑکوں سے جبری زنا کیا جاتا ہے رضا مندی سے ہونے والے کروڑوں زنا اس فہرست میں شامل نہیں اسکول یونیورسٹی اور کالج میں جبری زنا کی وارداتیں سب سے زیادہ ہوتی ہیں جبری زنا کرنے والے تمام مرد لڑکیوں کے جگری دوست عشاق، ہم مشرب وہم مسلک قریبی رشتہ دار، اعتماد کے لوگ اور خونی رشتوں والے ہوتے ہیں ان اداروں میں صرف عورت ہی نہیں مرد بھی محفوظ نہیں ہے ان کی عزتیں بھی لوٹی جاتی ہیں۔ امریکی فوج میں عورتیں اور مرد بھی بڑے پیمانے پر جنسی درندگی کا شکار ہیں رپورٹ میں سرحدوں کے ان محافظوں کی عزت کی حفاظت کے لیے تجاویز دی گئی ہیں۔ جو ملک اپنی فوج کی عورتوں کی عزت کی حفاظت نہیں کرسکتا وہ دنیا بھر کو آزادی کا سبق سنانے کے لئے نکلا ہوا ہے۔

> Nearly 22 million have been raped in their life time, 1.6 million men have been raped during their lives. [p.1]

رپورٹ بتاتی ہے کہ اسکول، کالج، یونیورسٹی میں نشانہ بننے والے [صرف 12 فی صد مظلوم جنسی دہشت گردی کی] رپورٹ درج کراتے ہیں

On average only 12% of students victims report the assault to law enforcement. [p.14]

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ہر دوسری لڑکی جنسی درندگی کا شکار ہے ترقی اور تعلیم کے لیے مغرب کی عورت کو یہ ظلم گوارا ہے یہ اعتراف بھی کیا گیا ہے کہ امریکی ثقافت جبری زنا کاری کی اجازت دیتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق امریکی ثقافت میں ابھی تک مرد یہ سمجھتے ہیں کہ عورت خود مرد سے جنسی تعلق قائم کرنا چاہتی ہے یعنی عورت کو اسی مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

Sexual assault is perrasive because our culture still allows it to persist .[p. 33] .... women want to be raped and ask for it. [p. 27]

تعلیم کے ذریعے ترقی کرنا ہے تو یہ تکالیف برداشت کرنا ہوں گی آزادی کا حصول ان آلام، آزمائشوں، تکالیف کے بغیر ممکن نہیں یوروپی یونین کا حال اس سے زیادہ بدتر ہے FRA کی ویب سائٹ پر یوروپی یونین میں عورتوں کے ساتھ جنسی دہشت گردی کے ہولناک اعدادوشمار دیے گئے ہیں 53% عورتوں کو شکایت ہے کہ مرد انھیں گھر سے باہر، بازار میں، اسکول، کالج، یونیورسٹی، دفاتر میں غلیظ نگاہوں سے گھورتے رہتے ہیں 38% عورتوں کے ساتھ کئی مرتبہ جبری زنا کاری کئی گئی ہے 13 سال کی لڑکی سے لے کر 73 سال تک کی عورت کو ای میل کے ذریعے فحش اور گندے پیغامات موصول ہوتے ہیں۔

[FRA] یوروپین ایجنسی فار فنڈامینٹل رائٹس نے یورپی یونین کے 28 ممالک میں عورتوں کی بے حرمتی، عزت، عصمت، عفت اور حرمت کی پامالی کی جو حیرت ناک، شرم ناک اور افسوس ناک کہانی [Violence against women: an Eu -wide survey. Main results] تحقیق کی روشنی میں بیان کی ہے ـــــ رپورٹ کے مطابق ایک سال میں ایک کروڑ بیس لاکھ عورتوں کو جسمانی تشدد کا سامنا کرنا پڑا تشدد صرف جوان لڑکیوں پر نہیں پچھتّر سال کی بوڑھی عورتوں پر بھی ہوا یہ کیسی انسانیت ہے کہ بوڑھے لوگ بھی اس ظلم سے محفوظ نہیں۔ یوروپی یونین کے 28 ممالک کی چار کروڑ عورتوں یعنی اٹھارہ فی صد عورتوں نے شکایت کی ہے کہ مرد انھیں گھورتے، تاکتے اور جھانکتے ہیں ان کے گھر، دفتر، تعلیم گاہوں کے باہر راستے میں یہ مرد

ان کو حریصانہ اور مریضانہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔

An estimated 13 million women in the EU have experienced physical violence in the course of the 12 months before the survey interviews. This corresponds to 7% of women aged 18-74 years in the EU.

An estimated 3.7 million women in the EU have experienced sexual violence in the course of the 12 months. This corresponds to 2% of women aged 18-74 years in he EU.

One in 20 women (5%) has been raped since the age of 15. This figure is based on responses to the survey question Since you were 15 years old until now how often has somone force you into sexual intercourse by holding you down or hurting you in some way?

In the EU-28 , 18% of women have experienced stalking since the age of 15 and 5% of women have experienced stalking. This corresponds to about 9 million women in the EU 28 experiencing stalking. To obtain this finding, women were asked her they had been in a in the survey interview whet situation where the same person had been repeatedly offensive of threatening towards them with respect to a list of different actions for example whether the same person has repeatedly Loitered or waited for you outside your home workplace or school without a legitmate reason? or Made offensive threatening or silent phone calls to you?

Forms of sexual cyberharassment since the age of

15 and in the 12 months before the survey, including unwanted sexually explicit emails or sms messgaes that were offensiv.

Some 12% of women indicate that they have experienced some form of sexual abuse or incident by an adult before the age of 15 which corresponds to about 21 million women in the EU. The results show that 30% of women who have experienced sexual victimisation by a former or current partner also experienced sexual violence in childhood. Of those women who have not experienced sexual victimisation in their current or former relationship 10 % indicate experiences of sexual violence in their childhood.

Half of all women in the EU (53%) avoid certain situations or places at least sometimes for fear of being physically or sexually assaulted in comparison existing surveys on crime victimisation and fear of crime show that far fewer men restrict their movement.

امریکہ اور یوروپ میں سب سے زیادہ جبری زنا تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے۔ رضا مندی سے ہونے والا زنا جرم نہیں لہٰذا اس کے اعداد و شمار جمع نہیں کیے جاتے۔ تعلیم کا مقصد آزادی اور سرمایہ ہے جس کے ذریعے ترقی کا حصول ممکن ہے لہٰذا ہر ایک ترقی کے لیے یہ مظالم برداشت کرتا ہے واضح رہے کہ امریکہ یورپ میں پولیس صرف تین منٹ میں موقع واردات پر پہنچتی ہے۔ تب زنا کاری کا۔ یہ حال ہے۔ ان ملکوں میں جنسی درندگی کا یہ حال سو فی صد تعلیم عام ہونے کے بعد ہوا ہے تعلیم سے تہذیب، اخلاق، ادب، شرافت پھیلتی ہے ___ یہی عام خیال ہے لیکن عملاً کیا ہو رہا ہے۔ لامحدود ترقی ایک خواب ہے مگر ہر ایک یہ خواب دیکھ رہا ہے اس خواب کے لیے عورت مرد اپنی عزت تعلیم گاہوں میں قربان کرنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن بنیادی سوال یہ ہے کہ اس محدود

دنیا میں کیا لامحدود [infinite] ترقی ممکن بھی ہے؟ ایک محدود انسان جو کل مر جائے گا [finite] اتنی لامحدود ترقی کیوں چاہتا ہے؟ اور ترقی بھی اپنی عصمت، عزت اور حرمت کی قیمت پر!

Kenneth Bouding کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس محدود دنیا میں لامحدود ترقی حاصل کرنا چاہتا ہے تو یا تو وہ پاگل ہے یا ماہر معاشیات Any one who believes growth can be infinite in a finite world is either a mad man or an economist. لیکن دنیا میں ایسے پاگلوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور تعلیمی نظام ہی ان کی پیداوار کا اصل مرکز ہے۔

جدید صنعتی غذائیں جو کیمیائی مادوں سے تیار کی جاتی ہیں اس کے استعمال کا نتیجہ مغرب میں یہ نکلا ہے کہ لڑکیوں اور لڑکوں کی بلوغت کی عمر سات سال کم ہوگئی ہے پہلے جو لڑکی سترہ سال میں بالغ ہوتی تھی اب دس سال میں بالغ ہورہی ہے ظاہر ہے اس سے مارکیٹ کو فائدہ ہے صارفین یعنی خریداروں [Consumers] کی تعداد بڑھ رہی ہے جس سے پیداوار [Production] بڑھ رہی ہے اور کارپوریشن کا منافع [Profit] بھی اندھا دھند بڑھ رہا ہے۔ بلوغت کی عمر اسی رفتار سے کم ہوتی رہی تو ہر پیدا ہونے والا بچہ بالغ پیدا ہوگا یہ کیسا خطرناک جنسی بحران ہوگا؟ یہ بحران ترقی کی قیمت ہے؟ مغرب میں بلوغت کی عمر کم ہونے پر کسی کو تشویش نہیں۔

> 'Today most doctors accept that the age of onset of puberty is dropping steadily.
> Consider the statistics provided by German researchers. They found that in 1860, the average age of the onset of puberty in girls was 16.6 years. In 1920, it was 14.6; in 1950, 13.1; 1980, 12.5; and in 2010, it had dropped to 10.5. Similar sets of figures have been reported for boys, albeit with a delay of around a year. [The Observer, Sunday 21 October 2012]

آزادی، اعلیٰ تعلیم، زبردست سائنسی معاشی ترقی کرنے والے امریکہ میں روزانہ 85

لوگ خودکشی کرتے ہیں ہر سترہ منٹ کے بعد ایک امریکی خودکشی کرتا ہے یہ اعداد و شمار نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ NIMH امریکہ کے ہیں اور نصابی کتاب Abnormal Psychology میں شامل ہیں

> About 31000 people kill themselves each year in USA which averages to nearly 85 poeple per day or one pereson every 17 minutes. [Susan Nolen Hoeksema , Abnormal Psychology, McG Raw - Hill USA 2004, p.332]

امریکہ میں پچاس فی صد نوجوان اپنے اردگرد خودکشی کی کوشش کے کسی نہ کسی واقعے سے واقف ہوتے ہیں۔یعنی خودکشی امریکہ میں زندگی کے معمولات کا حصہ ہے۔امریکہ میں ہر چار میں سے ایک نوجوان خودکشی کی کوشش کرتا ہے۔ پندرہ سال سے 24 سال کے امریکیوں میں موت کا تیسرا بڑا سبب خودکُشی ہے۔امریکہ کے تین فی صد لوگ زندگی میں کبھی نہ کبھی خودکشی کی کوشش کرتے ہیں اور امریکہ کی ـــــ پانچ سے لے کر سولہ فی صد آبادی زندگی میں کبھی نہ کبھی خودکشی کے بارے میں سوچتی ہے۔مسئلہ صرف امریکہ کا نہیں ـــــ جدیدیت،مغربیت،سیکولر تعلیم،آزادی،مساوات،ترقی کا عقیدہ جن ملکوں میں جڑ پکڑ چکا ہے وہاں خودکشی کی رفتار یہی ہے اس ترقی یافتہ، جدید،حسین آرام دہ دنیا میں سالانہ دس لاکھ لوگ خودکشی کے ذریعے مرجاتے ہیں بیس لاکھ لوگ خودکشی کی ناکام کوشش کرتے ہیں تاریخ انسانی کی تیئس تہذیبوں میں کبھی ایسی صورت حال پیدا نہ ہوئی۔ایسی ترقی، ایسی سائنس، ایسی ٹیکنالوجی، ایسی آزادی مساوات اور جمہوریت کو لے کر کیا کریں جو لوگوں سے زندگی کی امنگ،لگن اور ترنگ تک چھین رہی ہے۔ امریکہ سمیت تمام ترقی یافتہ ملکوں میں آزادی، مساوات،ترقی حاصل کرنے والی جدید عورت جو خود کو تاریخ انسانی کی سب سے زیادہ آزاد اور خوش نصیب عورت سمجھتی ہے سب سے زیادہ خودکشی کرتی ہے۔ مذہبی، تنگ نظر، اندھے، بہرے، گونگے، الہامی، دینی، روایتی، ان پڑھ، جاہل معاشروں میں کبھی عورت نے خودکشی نہیں کی تو کیوں؟ آزاد،تعلیم یافتہ خوش حال عورت خودکشی کیوں کر رہی ہے؟ گزشتہ ساٹھ سال میں خودکشی میں اضافے کی شرح عام لوگوں میں بہت کم رفتار

سے بڑھی ہے لیکن بچوں اور نابالغوں میں خودکشی کی شرح میں تین سو فیصد اضافہ ہوا ہے۔نو بالغوں میں بچوں اور بالغوں سے زیادہ خودکشی کا رجحان ہے۔کالج میں پڑھنے والے طالبان میں خودکشی کی شرح سب سے زیادہ ہے وہ داخلہ لیتے ہی خودکشی کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں تعلیم ترقی کا زینہ ہے مگر موت کا کنواں بھی ہے اسی لئے امریکہ میں کالجوں میں داخلہ لینے والے نوفی صد طلباء خودکشی کو ترقی، تعلیم پر ترجیح دیتے ہیں ــــــ سنہرے مستقبل کی امید مگر امتحان میں ناکامی۔ان کے خواب بکھیر دیتی ہے زندگی کا مقصد ترقی ہے ناکامی کے بعد ترقی کیسے حاصل ہوگی کالجوں کے ایک فی صد طالبان خودکشی کی کوشش کرتے ہیں۔فی صد بوڑھے لوگوں کی خودکشی کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنے خاندان سے دور اولڈ ہوم میں تنہا زندگی پسند نہیں کرتے وہ تنہائی کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔

Nearly half of all teenagers in the USA say that they know someone who has tried to commit sucide. [p. 330, ibid]

One in four teenagers admits to attempting or seriously contemplating suicide. [p. 330, ibid]

suicide the third leading cause among people 15 to 24 years of Age. [p. 330, ibid]

3 Percent of the population contemplate sucide at sometime in their lives, & between 5 & 16 percent Report having had suicidal thoughts at sometime. [p. 332, ibid]

1 million people die by suicide and 2 million other people make suicide attempts each years [p. 332, ibid]

Rates of suicide in women would be much higher than in man. Indeed three times more women than men attempt to suicide. [p. 333, ibid]

The over all rate of suicide in the general

population has slightly increased over the past 60 years but the rate among children & adolescents has sky rocketed by nearly 300 percent. [p. 334, ibid]

Young adults are more likely than adults of any other age to think about commiting suicide. [p. 334, ibid]

Students in colleges 9 percent said thay had thought about committing suicide since entering college and 1 percent said they had attempted suicide while at college. [p. 336,ibid]

44 percent older people who committed suicide had said they could not bear being placed in a nursing home and would rather be dead. [p. 336,ibid]

مغرب میں جنسی دہشت گردی اور خودکشی کی بدترین صورت حال جدید تعلیم اور ترقی کے ایجنڈے کا لازمی نتیجہ ہے پاکستان کے شہروں میں بھی اسی صورت حال کا سامنا ہے جدید اسکولوں اور معاشرے میں یہ سب کچھ ہورہا ہے مگر ہم نے آنکھیں بند کرلی ہیں مغرب کی پیروی کا یہی انجام ہے ستارایدھی کے جھولے میں حرامی بچوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کس خطرے کی علامت ہے؟ ایک جانب بچے پھینکے جارہے ہیں دوسری جانب اخبارات میں بچہ پیدا کرنے والے ہسپتالوں کے اشتہار چھپ رہے ہیں ٹی وی کے پروگراموں میں بے اولاد امیر جوڑوں کو بچے بانٹے جارہے ہیں کوئی پوچھنے والانہیں ہے کہ یہ سب کیا تماشہ ہے ایک جانب شادی والوں کے بچے پیدانہیں ہورہے دوسری جانب شادی کے بغیر بچے پیدا ہورہے ہیں یہ سب ماس میڈیا اور ماس ایجوکیشن [Mass Education] کا نتیجہ ہے۔

دنیا بھر میں ابلاغ عامہ [Mass Media] سے پروپیگنڈے کے ذریعے دیہی زندگی حقیر بنادی گئی یہ اس حقیر، ذلیل زندگی سے چھٹکارے کا راستہ تعلیم ہے۔ تعلیم عام ہونے کے

نتیجے میں دیہات سے شہروں تک بڑے پیمانے پر نقل مکانی[Mass Migration] ہورہی ہے 2015ء تک دنیا کی ساٹھ فیصد آبادی شہروں میں ہوگی دیہاتوں کی زمینوں اور کاروبار پر ملٹی نیشنل کارپوریشن کا قبضہ ہوگا۔تعلیم عام [Mass education] ہونے کے بعد چھوٹے کاروبار، ذاتی تجارت، خاندانی ہنر نسل در نسل چلے آنے والے آبائی فنون، دستکاری، گھریلو صنعتیں، خاندانی زراعت وغیرہ سب ختم ہوجائیں گے۔کیونکہ لوگ ان پیشوں،صنعتوں کاموں کو حقیر ذلیل سمجھنے لگتے ہیں آج کل دیہاتوں میں ریوڑ چرانے والے دستیاب نہیں ہیں یہ کام بچے کرتے تھے ان کو چائلڈ لیبر کہا گیا اور ترقی کے لیے تعلیم کے سپرد کردیا گیا۔کھیتوں میں کام کرنے والے کم ہوگئے ہیں سب شہر جاکر ترقی کرنا چاہتے ہیں انھیں میڈیا اور تعلیم کے ذریعے یقین دلا دیا گیا ہے کہ وہ غیر ترقی یافتہ ہیں ترقی کی اصطلاح دنیا کی کسی تہذیب میں موجود نہ تھی مغربی استعمار کی اس اصطلاح کا اصل مطلب کیا ہے اس کے لیے Development Dictionary کا مطالعہ کیجیے ترقی کے نتیجے میں لوگ اپنے آبائی علاقوں، تاریخ ،تہذیب ،آبائی پیشوں، خاندان سے کٹ کرلوگ اداروں کے غلام بن رہے ہیں۔سرمایہ دارانہ نظام کو سستے مزدورمل رہے ہیں جب عورتیں بھی تعلیم پاکر مردوں کے شانہ بشانہ ہوں گی تو کارپوریشن کو مزید سستے مزدور ملیں گے۔شہروں کے اندر روایتی اجتماعیتیں بڑے پیمانے پر منتقلی[Mass Mobilization] کے باعث تتر بتر ہورہی ہیں اجتماعیت[Collectivity] کی جگہ ہجوم[Mass] نے لے لی ہے انسان شہروں کی بھیڑ میں تنہا رہ گیا ہے اپنی جڑ سے کٹنے کے بعد وہ دیہاتوں کی طرف واپس جانے کے قابل نہیں رہا اپنے ہی وطن میں اجنبی اس مسافر کا ماضی حال اور مستقبل اس مریض ہجر کی طرح ہے جو امید سحر سے محروم ہے۔شہروں میں غیر فطری بے پناہ آبادی نے افقی عمارتوں کا ایک بے ہنگم جنگل کھڑا کردیا ہے معاشرتی ثقافتی روایتی تعلیمات ختم ہوگئی ہیں کوئی کسی کو نہیں جانتا لہٰذا تمام جدید بڑے شہر جرائم کے سب سے بڑے مراکز ہیں جرائم اور مجرموں کے انسائیکلو پیڈیا چھپ رہے ہیں۔ بلاشبہ دنیا میں سب سے زیادہ بہترین تعلیم۔ترقی یافتہ مغربی ملکوں میں ہے سو فی صد لوگ تعلیم یافتہ بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ نفسیاتی مریض، سب سے زیادہ پاگل، سب سے زیادہ جنونی ، وحشی سب سے زیادہ بیمار، سب سے زیادہ طلاقیں، ٹوٹے

ہوئے گھر، آوارہ نسلیں، سب سے زیادہ جنسی درندے، سب سے زیادہ مجرم، سب سے کم بچے، سب سے کم شادیاں، سب سے زیادہ نا کاری، سب سے زیادہ حرام رشتوں سے جنسی تعلقات [Incest Relation] سب سے زیادہ تنہائی بے سکونی اور خودکشیاں، گھروں سے محروم سب سے زیادہ بوڑھے بچے عورتیں، انہی ترقی یافتہ ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔

یوروپ، امریکہ، روس، چین، لاطینی امریکہ، اسکینڈے، نیومن ممالک یعنی دنیا کی تیس فی صد آبادی میں دنیا کے اسی فی صد جرائم ہوتے ہیں۔ ستر فی صد غیر ترقی یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ممالک بہت کم مجرم پیدا کرتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر برطانیہ کے ہوم ڈپارٹمنٹ اور CIA کی ویب سائٹ پر اعداد و شمار دیکھے جاسکتے ہیں۔

بیسویں صدی کے اختتام پر امریکا میں نوے فیصد لوگ کسی نہ کسی ادارے میں نوکری کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ وہ پہلے آزاد تھے یا اب آزاد ہیں؟

> Under capitalism it is the unintended but nonetheless unavoidable outcomes, witness the fact that in that home of 'free enterprise' the USA, ninety percent of the employed now work in organization of one kind or another, whereas at the beginning of the century ninety percent were self employed [GAI EATON; King of The Castle: Choice & Responsibility In Modern World, Suhail Academy, Lahore 1981, P-24]

پاکستان میں ابھی تک چھیاسی فیصد لوگ 2014ء میں اپنا کاروبار کرتے ہیں وہ اداروں میں ملازمت نہیں کرتے صرف بارہ فی صد لوگ بینکوں میں کھاتے رکھتے ہیں اٹھاسی فیصد لوگوں کا جدید معاشی بنکاری نظام سے کوئی تعلق نہیں پاکستان کی معیشت دنیا کی مضبوط ترین معیشت ہے آزاد معیشت ہے نہ برآمدات کی محتاج ہے نہ درآمدات کی۔ مگر اس کو تباہ کر کے امریکہ اور مغرب کی طرح تمام لوگوں کو عالمی سرمایہ دارانہ اداروں کا غلام بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پاکستان میں Macro اور Metro اس کا ثبوت ہیں پھل والے، مچھلی، مرغی، سبزی والے

اپنے کاروبار چھوڑ کر ان اداروں میں وہی کام کررہے ہیں اور نوکری کا تحفظ نہیں ہے۔امریکا میں ایسا ہی ہوا اور جدید مغربی دنیا میں یہ سب ہو چکا ہے گائی اینٹن لکھتا ہے کہ بیسویں صدی کے آغاز میں امریکا میں نوے فیصد لوگ اپنا کام اور کاروبار کرتے تھے وہ کسی کے محتاج نہ تھے۔جدید تعلیمی نظام اس تبدیلی میں مرکزی کردار ادا کررہا ہے۔

Gilbert Rist بتاتا ہے کہ اٹھارھویں صدی کے فرانسیسی شہروں میں سال بھر میں ۱۵۰ دن کام نہیں ہوتا تھا یعنی لوگ شہروں میں سال میں زیادہ سے زیادہ 215 دن کام کرتے تھے۔کام کے اوقات بھی مقرر نہیں ہوتے تھے کام کے لیے میلوں دور بھی جانا نہیں پڑتا تھا اب تو اوقات کا جبر بھی موجود ہے اور طویل مسافت بھی مگر اسے آزادی سمجھا جاتا ہے French cities in the eighteenth century had between 130 & 150 days off a year. [G. Rist, Delusion of Economics p. 81]۔2010ء میں فرانس میں سرکوزی کی جانب سے ریٹائرمنٹ کی عمر دو سال بڑھانے پر بوڑھوں کی جانب سے زبردست احتجاج کا سبب اب واضح ہوگیا ہے۔ ماضی کے اچھے دنوں کی یاد ہی اس غصے کا اصل سبب ہے۔ جب لوگ کم کام کرتے تھے اب مسلسل کام کرتے ہیں ایک لمحہ آرام نہیں کرسکتے اس لیے مغربی دنیا میں لوگوں کے لیے سب سے بہترین اور خوشی کا دن جمعہ کا ہوتا ہے جب وہ دو دن کی چھٹی پر جاتے ہیں اور سب سے خراب دن پیر ہوتا ہے جب انھیں مجبوراً کام پر واپس آنا پڑتا ہے لہٰذا کوئی مغربی ساٹھ سال کے بعد کام کرنے پر تیار نہیں لیکن اگر پاکستان میں سرکاری ملازمین کی عمر دو سال نہیں دس سال بڑھادی جائے تو وہ خوشی سے پاگل ہوجائیں گے۔مگر مغرب ماضی کو قرن مظلمہ Dark Ages کہتا ہے۔پاکستان ابھی تک انیسویں صدی کے امریکہ اور اٹھارہویں صدی کے فرانس کی طرح مضبوط معیشت کا ملک ہے لوگ آزادانہ کاروبار کررہے ہیں۔آبادی کی اکثریت ملازمت روزگار کے لیے کمپنیوں، کارپوریشن، حکومت کی محتاج نہیں سب اپنا کام کرتے ہیں۔مگر پاکستانی خود کو کیا سمجھتے ہیں اور کیا بننا چاہتے ہیں یہ سب کو معلوم ہے۔

اسکولوں کے بہت سے منتظمین اور مالکان اور سرپرست یہ سوال کرسکتے ہیں کہ نصاب تعلیم، نظام تعلیم طریقہ تدریس وتربیت پر لکھے گئے مضمون میں سرمایہ داری، جمہوریت، لذت پرستی

کا نظام، مذہب دشمنی، عقیدوں کی بحث، سیاست وغیرہ کہاں سے آ گئے اس کا تعلیم وتربیت سے کیا تعلق ـــــــ ظاہر ہے وہ افراد جنھوں نے معلّمی، تعلیم وتربیت کے پیشے، کاروبار اور شعبے کو نہایت نیک نیتی، اخلاص، اور قربانی کے جذبے کے تحت اختیار کیا ان کے لیے یہ سوالات اہم ہیں مگر اس کے لیے ہمیں مغرب کے نظام تعلیم سے متعلق تین اہم تعلیمی فلسفوں کو دیکھنا ہوگا جو جدید تعلیم کی ما بعد الطبیعیاتی اساسات فراہم کرتے ہیں:

☆ The Platonic Philosophy of Education.

☆ The Individualism Philosophy of 18th Century Enlightenment.

☆ The Institutional Idealistic Philosophies of Nineteenth Century.

جرمنی دنیا کا پہلا ملک تھا جس نے ابتدائی تعلیم سے لے کر یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم تک قومی آفاقی لازمی تعلیمی نظام تشکیل دیا تھا۔ لہٰذا جرمنی کے نظام تعلیم کا مطالعہ بھی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ چند اہم مغربی مفکرین کا مطالعہ بھی ضروری ہے تاکہ ان مباحث کی بنیادوں سے ہم واقف ہوسکیں۔ Kant کے خطبات Treatise on Pedagogies، Rousseau کی کتاب Emile، Emile Durkheim کی کتاب Education & Sociology، Max Weber کا مضمون The Rationalization of Education & Training، John Dewey کا مقالہ The Democratic Conception in Education، فوکالٹ کی کتاب Dicipline & Punishment: The birth of the prison میں فوکالٹ کی تحریر جدید تعلیمی اداروں کی عمارتوں اور ان قید خانوں عقوبت خانوں کے تربیتی نظام امتحانات پر ہے اور نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

Basil B. Bernstein کا معرکہ آراء مقالہ Thoughts on the Trivium and Quadrivium: The Divorce of Knowledge from the Knower اس مقالے کا ایک اقتباس ہمارے موقف کی تائید کرتا ہے اور جدید تعلیمی نظام

کی حقیقت بھی واضح کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ جدید سیکولر تعلیمی نظام میں فرد کے باطن کی اصلاح، تزکیہ نفس، تعمیر شخصیت کا کوئی نظام ہی نہیں ہے مذہب کو بے دخل کر دیا گیا ہے اور سوشل سائنس کے ذریعے فرد کی اصلاح کی جا رہی ہے۔

I have tried to show that in the medieval period we had two differently specialised discourses, one for the construction of the inner, one for the construction of the outer_the material world. The construction of the inner was the guarantee for the construction of the outer. In this we can find the origin of the professions. Over the next five hundred yers there was a progressive replacement of the religious foundation of official knowledge by a humanising secular principle. I want to argue that we have, for the first time, a dehumanising principle, for the organisation and orientation of official knowledge. What we are seeing is the growing development of the specialised disciplines of the Quadrivium, and the diciplines of the Trivium have become the disciplines of symbolic control——the social sciences.

We know, however, how this special status in turn limited and distorted the knowledge, but this is not the point here. Today the market principle creates a new dislocation. Now we have two independent markets, one of knowledge and one of potential creators and users of knowledge. (ختم شد)

حقیقت نیکی (II)

انجینئر مختار فاروقی

کیڈٹ کالج جھنگ میں طلباء سے اس خطاب کا پہلا حصہ ماہِ ستمبر 2014ء میں نذرِ قارئین ہو چکا ہے۔ دوسرا اور آخری حصہ اس شمارے میں پیشِ خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک بنائے، نیکی کرنے اور نیکی کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ادارہ)

نیک بننے کے لیے سب سے پہلی شرط ایمان ہے۔ ایمان کے بعد سب سے پہلا کام جو نیک بننے کے لئے کرنا پڑتا ہے، وہ ہے: وَ اٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ وَ السَّآئِلِیۡنَ وَ فِی الرِّقَابِ

وہ اپنا مال خرچ کریں۔ ہر شخص کمار ہا ہے کھا رہا ہے۔ آپ نوجوان لوگ ابھی پڑھ رہے ہیں، بڑے ہو کر ہمارے ذہنوں میں یہ ہوتا ہے کہ کوئی اس JOB پر جائے گا کوئی اس JOB پر جائے گا کوئی تاجر بنے گا کوئی وزیر بنے گا کوئی فوج میں کوئی سول میں جائے گا کوئی ڈاکٹر بنے گا، کوئی بزنس مین بنے گا۔ یہ دنیا ہے اس میں تو کمانا ہے کھانا ہے ضروریات زندگی ہیں۔ پھر آدمی مال کما کر گھر بھی لاتا ہے۔ قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ وہ مال حلال ہونا چاہیے، جائز طریقے سے کمانا چاہئے جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اجازت دی ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا جو تم پیسہ کما کر گھر لاتے ہو نیک آدمی وہ ہے جو اس میں سے پھر خرچ کرے۔ اب خرچ کرنا آدمی کی DISPOSAL پر ہے کیسے کرنا ہے۔ جو آدمی نیک اور ایمان والا نہیں ہے وہ اپنی مرضی سے خرچ کرے گا جہاں چاہے گا

اُلٹے کاموں میں لگا دے گا۔ اگر نیک آدمی ہے تو وہ اللہ اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق خرچ کرے گا۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ اگر وہ نیک ہے اس کے اندر ایمان ہے، اللہ کو مانتا ہے، آخرت کو مانتا ہے، محمد ﷺ کو مانتا ہے، وحی کو مانتا ہے، قرآن کو مانتا ہے، فرشتوں کو مانتا ہے تو وہ مال حلال طریقے سے کمائے پھر جو SURPLUS پیسہ ہوا سے خرچ کرے۔ کہاں کرے؟

وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ...... اس کے باوجود کہ مال کی بہت محبت ہے۔ مال ہر ایک شخص کی ضرورت ہے۔ آج کل تو خاص طور پر حال ہی ایسا ہے کہ جتنا آجائے اتنا ہی کم ہے۔ لیکن اس کے باوجود خرچ کرے کہ مال بڑا مرغوب ہے اور پسند ہے اور ضرورت بھی ہے۔ کن پر خرچ کرے؟ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنَ ''رشتہ داروں پر اور یتیموں پر اور مسکینوں پر خرچ کرے'' وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ السَّآئِلِیْنَ ''مسافروں پر خرچ کرے، اور مانگنے والوں پر خرچ کرے'' وَ فِی الرِّقَابِ اور قرضوں کے بوجھ کے نیچے دب گئے ہوں یا کسی کے زر خرید غلام ہوں تو ان کی گردنیں چھڑانے پر پیسہ خرچ کرے۔ اللہ نے یہ مدّیں بتا دی ہیں کہ پیسہ خرچ کرو اور یہاں یہاں خرچ کرو۔ جسے خیرات کہتے ہیں، انگریزی میں CHARITY کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں نیک آدمی کی سب سے بڑی خوبی اپنا حلال کا پیسہ اپنے جیسے انسان پر جو مصیبت میں ہے، بھوکا ہے، بیمار ہے، پریشان حال ہے، خرچ کرنا۔ یہ سب سے بڑا نیکی کا کام ہے۔ اور اسی ترتیب سے خرچ کرنا ہوگا ہمارے ہاں عام طور پر لوگ خرچ کرتے ہیں لیکن یہ ہے کہ کراچی کے دارالعلوم بھیج دو، اس مدرسے میں بھیج دو اس میں بھیج دو ادھر سیلاب زدگان کو بھیج دو، اپنے رشتہ دار بیٹھے رہتے ہیں اپنے رشتہ داروں میں کوئی بیوہ ہے بچے یتیم ہیں، کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس کے بچے یتیم ہو جاتے ہیں عورت بیوہ ہو جاتی ہے کمانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ حال یہ ہے کہ گھر میں کمانے والے ہوتے ہیں پھر بھی خرچے پورے نہیں ہو رہے اور اگر کمانے والا چلا جائے تو کیا ہوگا؟ مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہم اپنی برادری کے یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں پر خرچ نہیں کرتے ہم دور دراز خرچ کرتے ہیں وجہ کیا ہوتی ہے کہ ہم ان سے ناراض ہیں۔ کیوں، اس لیے کہ وہ شادی پر آئے تھے انہوں نے اعتراض لگا دیا تھا کہ کھانا کیسا ہے یہ صحیح نہیں پکا ہوا۔ اسی وجہ سے ہم ان سے ناراض ہیں۔ ہم نے ان سے رشتہ مانگا تھا انہوں نے دیا نہیں ہم ناراض ہیں۔ یہ ہمارے ذاتی جھگڑے

ہیں ۔اللہ نے یہ جوفہرست بتائی ہے ہمیں اس کے مطابق خرچ کرنا ہوگا اگر اس کے مطابق نہیں کریں تو پھر اللہ کی نگاہ میں ہمارا خرچ کرنا قبول نہیں ہوگا۔

آ گے فرمایا۔نیک بننے کی قرآن مجید میں شرائط کیا ہیں؟ سب سے پہلے ایمان، دوسری بات مال خرچ کرنااورتیسری بات وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ ''نماز قائم کرنا''۔ہمارے ہاں عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ایمان کے بعد سب سے بڑا کام نماز ہے۔ٹھیک ہے نماز کی بہت اہمیّت ہے لیکن اس سے پہلے جو قرآن کہہ رہا ہے نماز ــــــ تو چوبیس گھنٹوں میں صرف پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز پر آدھا آدھا گھنٹہ لگاؤ تو اڑھائی گھنٹے نمازوں میں نکل گئے باقی کیا کام کرنا ہے، باقی کمانا ہے تو پھر اس میں سے نوعِ انسانی پر خرچ بھی کرنا ہے، اپنا مال اپنے جیسے انسانوں پر جو ضرورت مند ہوں خرچ کرنا یہ نماز سے بھی زیادہ اہم بات ہے۔اللہ نے اس کو نماز سے بھی پہلے ذکر کیا ہے اس کے بعد نماز کا ذکر ہے۔ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ اور پھر زکوٰۃ بھی ادا کرو۔زکوٰۃ بھی پیسہ دینا ہے، اپنے مال میں سے سال گزر جائے تو چالیسواں حصہ یا کاروبار ہے تو ویسے ہی سال کے بعد جو بھی VALUE ہے اس پر دے دینا۔ یہ جو پہلے خرچ کرنے کا ذکر آیا تھا یہ OVER AND ABOVE زکوٰۃ ہے پھر فرمایا نماز قائم کرواور زکوٰۃ ادا کرو۔ نیک بننے کے لئے ایمان، پیسہ خرچ کرنا، نماز اور زکوٰۃ ادا کرنا شرط ہے۔

نیک بننے کے لئے مزید جو شرط ہے، فرمایا: وَالۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا جب آدمی وعدہ کرے کسی آدمی سے تو اس کو ہر حال میں نبھائے۔ بہت بڑی VALUE ہے یہ وعدہ نبھانا۔لیکن ہمارا معاشرہ ایسا ہے کہ ہم عام طور پر وعدہ نبھاتے نہیں ہیں۔اگر فائدہ ہو رہا ہو تو وعدہ نبھائیں گے دوسرے فریق کو بھی یاد کرائیں گے اور اگر نقصان ہو رہا ہے تو وعدہ نہیں نبھائیں گے مکر جائیں گے بھول جائیں گے۔ ہمارے ہاں لوگ بڑے بڑے معاہدوں سے پھر جاتے ہیں تحریری معاہدے جو اشٹام پیپر (STAMP PAPER) پر لکھے ہوتے ہیں اس سے مُکر جاتے ہیں کہ کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔حالانکہ ہمارا جو پہلے مسلمانوں کا معاشرہ تھا آج سے پچاس سال پہلے، سوسال پہلے اس میں VALUES زیادہ تھیں۔آج والدین اپنے بیٹا یا بیٹی کی شادی کرتے ہیں تو نکاح تحریر ہوتا ہے پھر بھی لوگ انکار کر دیتے ہیں، اس کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ پہلے زمانے میں

نکاح صرف زبانی ہوتا تھا جو پچاس سال سے زیادہ عمر کے لوگ بیٹھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ پہلے نکاح زبانی ہوتا تھا۔ اس وقت زبانی نکاح کو بھی معاہدہ سمجھا جاتا تھا اس کو نبھایا جاتا تھا اس کے سارے تقاضے پورے کئے جاتے تھے۔ آدمی بے ایمان ہو جائے تو لکھی ہوئی بات کا بھی انکار کر دے گا۔ ایک آدمی کا واقعہ میں نے سنا تھا مجھے یاد ہے کہ اس نے کاروبار کیا لوگوں سے پیسے لئے پھر نقصان ہو گیا تین چار کروڑ روپے نقصان میں چلا گیا، اب کسی نے اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ کر دیا۔ وہ آدمی پڑھا لکھا نہیں تھا اس نے انگوٹھا لگایا ہوا تھا اس کاغذ پر جب اس نے پیسہ لیا تھا۔ دوسرا آدمی عدالت میں چلا گیا کہ اس نے میرا پیسہ دینا ہے دیتا نہیں ہے۔ وہ دو چار تاریخیں پڑیں، آخری تاریخ پر اس کی گواہی کا معاملہ آیا تو اس نے کہا کہ میں نے تو اس کا کوئی پیسہ دینا ہی نہیں ہے یہ جو تحریر پیش کر رہا ہے یہ جعلی ہے اس کے وکیل نے کہا کہ تمہارا انگوٹھا لگا ہوا ہے۔ اس نے کہا میرا انگوٹھا ہے ہی نہیں۔ اس نے ان دنوں میں جب وہ تاریخیں پڑ رہی تھیں ہسپتال جا کر اپنا انگوٹھا کٹوا دیا کہ میرا انگوٹھا ہی نہیں ہے لگا ہوا کہاں سے آ گیا۔ تو پیسے بچانے کے لئے اس نے اپنا انگوٹھا کٹوا دیا۔ تو جب آخرت کا معاملہ یاد نہ ہو اور نیت صاف نہ ہو تو لوگ یہاں تک چلے جاتے ہیں کہ پیسہ بچتا ہے تو انگوٹھا کٹوا دو کوئی بات نہیں، ہاتھ کٹوانا پڑ جائے تو وہ بھی کٹ جائے گا پیسے تو بچ جائیں گے۔ یہ سارے معاملات ہمارے سامنے ہیں کہ آدمی وعدے پورے نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ نیک وہ آدمی ہے جو وعدہ پورا کرے۔ اگر آپ وعدہ پورا نہیں کر سکتے تو وعدہ نہ کریں، کہو کہ میں اتنی دیر میں، اس موقع پر، فلاں تاریخ تک یہ کام نہیں کر سکتا۔ لیکن جب آپ وعدہ کر لیں تو بندۂ مومن کی شان یہ ہے کہ پھر اس کو جان پر کھیل کر بھی نبھائے۔ حضور ﷺ نے وعدے کی بڑی اہمیت فرمائی ہے۔ حضور ﷺ صحابہ کو باتیں سمجھانے کے لئے خطاب کرتے تھے تقریریں کرتے تھے خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ کے ایک فرمان میں آیا ہے کہ

قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا قَالَ: ...... لَا دِینَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ

(مسند احمد، عن انس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے شاید ہی کبھی کوئی خطبہ یا تقریر کی ہو جس میں یہ ارشاد نہ فرمایا ہو: جس شخص میں وعدے کی پاسداری نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔

وعدہ پورا کرنا چاہیے۔ دیکھو! میں آپ سے یا آپ کسی دوست سے وعدہ کرتے ہیں کہ یہ فلاں کتاب مجھے دے دیں میں کل واپس کر دوں گا یا کچھ پیسے مجھے دے دیں میں اتنے دنوں میں واپس کر دوں گا، یہ کام کر دیں ایسے ہو جائے گا...... یہ وعدے ہی ہیں۔ جو آدمی یہ وعدے پورے نہیں کرتا............تو یہ اللہ کا دین بھی ایک وعدہ ہے ہم ہر نماز میں اللہ سے وعدہ ہی کرتے ہیں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اے اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ صرف تیری بندگی کروں گا اور تجھ ہی سے مدد چاہوں گا۔ تو جو سامنے کے آدمی سے وعدے پورے نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ سے وعدے کیسے پورے کرے گا۔ یہاں خلاف ورزی ہو تو اسی وجہ سے اللہ کے دین میں بھی خلاف ورزی ہو گی۔ اس لئے حضور ﷺ نے بنیادی طور پر فرمادیا جس شخص میں وعدے کی پاسداری نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔ تو وعدہ وفا کرنا یہ بہت ہی ضروری ہے۔

اسی طرح ہمارے ہاں امانت کا تصور ہے۔ ایک چیز کسی نے آپ کو دی ہے ایک خاص مقصد کے لئے دی ہے وہ امانت ہے اس کو اسی مقصد میں استعمال ہونا چاہئے دوسرے مقصد میں نہیں ہونا چاہئے اگر ایسے نہیں کریں گے تو امانت میں خیانت ہو جائے گی۔ ہمارے ہاں یہ ساری POLITICS ہے اس میں بہت سے فنڈز آتے ہیں کہ سڑکیں بنادو، یہ یہ کام کروادو اور ملازمتیں (VACANCIES) ہیں...... اس میں سارا گھپلا ہے۔ اس امانت میں خیانت ہے۔ ووٹ امانت ہے اس میں خیانت ہے۔ کسی ایم این اے یا کسی ایم پی اے کو کوٹا (QUOTA) آ گیا ہے کہ کسی جگہ پر بیس آدمی آپ رکھوالیں۔ وہ اپنے رشتہ داروں کو جعلی سندیں دلوا کر اُدھر بھرتی کروا لیتے ہیں یہ آج کل جعلی سندوں کا سارا جھگڑا یہی چل رہا ہے۔ یہ سب امانت میں خیانت ہے۔ امانت میں خیانت تو آج کل بہت عام ہے۔ ووٹ ایک امانت ہے اگر اس کو پیسے لے کر ایسے ہی دے دیں گے تو خیانت ہے۔ تو امانت کی پاسداری بہت بڑی بات ہے اور وعدے کا وفا کرنا یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔

جس حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ لَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ اسی حدیث میں یہ بھی فرمایا ہے: لَا اِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ جس شخص میں امانت کی پاسداری نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔ قرآن مجید جو بتا رہا کہ نیک آدمی کون ہوتا ہے اس بارے میں یہ بہت ہی اہم

باتیں ہیں جو قرآن مجید نے ہمارے سامنے رکھی ہیں۔

آگے فرمایا: وَ الصّٰبِرِیۡنَ فِی الۡبَاۡسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیۡنَ الۡبَاۡسِ ......اور نیک وہ آدمی ہے جو خاص طور پر صبر کرنے والا ہے۔ صبر کا لفظ ہم سب ہی بولتے ہیں صبر کرو، برداشت کرو۔ اور یہ صبر کئی طریقوں پر ہوتا ہے۔ کئی کام ہیں جن پر آدمی کو صبر کرنا پڑتا ہے۔ ایک صبر یہ ہے کہ کوئی تکلیف آجائے تو اس پر صبر کرنا۔ مثلاً چوٹ لگ گئی تو اس پر اب صبر کرو، برداشت کرو، جو تکلیف آئی ہے یہ فوراً تو ٹھیک نہیں ہوتی فرسٹ ایڈ دے رہے ہیں، علاج کر رہے ہیں، ٹیکا لگا رہے ہیں چند دنوں میں آرام آجائے گا۔ اسی طرح آدمی بیمار ہو گیا تب بھی صبر کرو۔ کوئی فوت ہو گیا تب بھی لواحقین کو صبر کرنا پڑتا ہے۔ تو یہ جو حوادث ہیں یہ مصیبتیں ہیں ان پر صبر کرنا ہوگا۔

ایک صبر اور قسم کا بھی ہوتا ہے۔ مثلاً ہمارے دین میں نماز کا حکم ہے اور ہم مسلمان ہیں ہم نے نماز ادا کرنا ہے۔ سردی میں فجر کے وقت اُٹھ کر بستر چھوڑنا اور مسجد میں جانا پانی گرم نہ ملے تو ٹھنڈے پانی سے ہی وضو کر کے نماز ادا کرنا، آسان کام نہیں ہے۔ اس کو بھی صبر کہتے ہیں کہ اللہ کا حکم ماننے کے لئے جو تکلیف آجائے گی وہ میں برداشت کروں گا، نماز ادا کرنا ہے اس کے لئے گرم پانی میسّر ہے تو اچھی بات ہے لیکن اگر سخت موسم میں باہر نکل کر مسجد میں جا کر بھی نماز ادا کرنا پڑے تو بھی ادا کرنا ہے۔ 'صبر علی الاطاعة' اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر پابند رہنے کے لئے کہ مجھے ہر حال میں اللہ کا کہنا ماننا ہے۔ کچھ لوگ تو اس طرح دین پر چلتے ہیں کہ حالات موافق ہوں تو نماز ادا کرلیں گے، حالات موافق نہیں ہوں گے تو نہیں ادا کریں گے۔ یہ دین پر چلنا نہیں ہے۔ دین پر چلنا تو ہر موسم ہر حالت ہر کیفیت میں ہے۔ آدمی کو یہ بھی صبر کرنا پڑتا ہے اپنے کو تھامنا پڑتا ہے آمادہ کرنا پڑتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے نماز ادا کرنی ہے اور موسم موافق ہے یا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا اکرم کیا ہے کوئی آدمی بیمار ہے اور ایسی کیفیت ہے کہ پانی سے نقصان کا خطرہ ہے تو تیمّم کرلو، کوئی تکلیف ہے ٹانگ میں درد ہے کھڑے نہیں ہو سکتے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لو، لیٹ کر پڑھ لو لیکن نماز ضرور ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گنجائشیں دی ہیں انسان کے لیے اصل فیصلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے۔ اس پر بھی صبر کی ضرورت ہے۔

ایک تیسری قسم کا بھی صبر ہے۔ معاشرے میں ہر طرف برائیاں ہیں، دین کی خلاف

ورزی ہے، کوئی جھوٹ بول رہا ہے، کوئی ملاوٹ کر رہا ہے، کوئی فلمیں دیکھ رہا ہے، کوئی دین کے خلاف پروگرام دیکھ رہا ہے۔ اب آدمی کا بھی دل چاہتا ہے میں بھی کرلوں لیکن ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ برائی سے اپنے آپ کو روکا جائے۔ اپنے آپ کو روکنے کا بظاہر کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے جیسا جانور کے گلے میں لوگ پٹا ڈال دیتے ہیں اس کو باندھ دیتے ہیں کہ یہ کہیں نہیں جائے گا لیکن انسان ایسا نہیں ہے، انسان کو اپنے آپ کو خود روکنا ہے کہ یہ میرا پڑھائی کا وقت ہے، مجھے یہ کام نہیں کرنا اللہ نے منع کیا ہے یہ کام نہیں کرنا اللہ کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے برائی کا ارتکاب نہیں کرنا۔ اور واقعی آدمی رک جائے اندر سے کوئی ایسی کیفیت بنالے کہ یہ کام نہیں کرنا اس پر بھی صبر درکار ہے یہ بھی ایک قسم کا صبر ہے۔ تو ایک ہے 'صبر علی الاطاعة' یعنی اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا، دوسرا ہے 'صبر عن المعصية' یعنی گناہ سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو روکنا کہ یہ کام نہیں کرنا، چاہے کتنے ہی مواقع مل رہے ہوں کوئی نہ دیکھ رہا ہو پھر بھی نہیں کرنا تو یہ بھی صبر کی ایک قسم ہے۔ صبر کی پہلی قسم مصیبت پر صبر کرنا ہے وہ تو ظاہر ہے جو آدمی کرتا ہے ہم اس کو اچھا سمجھتے ہیں کہ برداشت ہونی چاہئے، آدمی کو واویلا نہیں کرنا چاہئے، آدمی کا بغیر کسی ردعمل کے برداشت کرجانا، اسے معاشرے میں بہت اچھا سمجھا جاتا ہے۔

فرمایا: وَ الصّٰبِرِیۡنَ نیک وہ آدمی ہیں جو خاص طور پر صبر کرنے والے ہیں۔
فِی الۡبَاۡسَآءِ تنگی میں۔ گھر میں کوئی رزق کی تنگی آ گئی، کوئی کاروبار میں نقصان ہو گیا، کوئی فوت ہو گیا ہو یا اور سو طرح کے معاملات معاشرے میں آتے رہتے ہیں اس میں صبر کرنا۔ وَ الضَّرَّآءِ تکلیف میں صبر کرنا۔ والد یا والدہ فوت ہو گئے یا گھر میں کوئی اور فوت ہو گیا، خود پر کوئی تکلیف آ گئی ACCIDENT ہو گیا، بخار ہو گیا کوئی ناگہانی چیز آ گئی اس پر صبر برداشت کرنا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور مجھے صبر کرنا ہے۔ حتیٰ کے شہد کی مکھی یا بھڑ کاٹ جائے اس پر بھی صبر کرنا ہے۔ کچھ لوگ ہوتے اس پر پھٹ پڑتے ہیں واویلا کرتے ہیں کہ لوگ پاگل ہیں انتظام نہیں کرتے، خیال نہیں کرتے، کیوں ایسے کیا ہوا ہے، لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے، بلکہ انسان کو صبر کرنا چاہیے۔ جو تکلیف آئی یہ اللہ کو منظور تھا۔ انسان اس پر صبر کرے گا تو یہ اس کی شخصیت کے بڑے پن کا اظہار ہوگا۔ ہاں طریقہ یہ ہے کہ کہیں وضو کرنے کی جگہ پر بھڑوں کا چھتا لگا ہوا ہو اس کو

وہاں سے نکال دینا یا راستے میں کوئی پتھر پڑا ہے اس کو ہٹا دینا کہ کسی دوسرے کو تکلیف نہ ہو، تکلیف کا مداوا کر دینا اور دوسروں کے لئے آسانیاں پیدا کرنا یہ اپنی جگہ پر نیکی کا کام ہے۔لیکن جو تکلیف مجھے آگئی اس پر صبر کرنا یہ دین کا تقاضا ہے۔

قرآن کہہ رہا ہے:وَ حِیۡنَ الۡبَاۡسِ نیک وہ ہیں جو صبر کرتے ہیں 'جنگ کے وقت'۔ جنگ بھی دنیا میں ناگزیر ہے۔جتنی معلوم تاریخ انسانی ہے اس میں شاید ہی کوئی جگہ ہو جس میں دنیا میں کسی وقت جنگ نہ ہو لوگ اپنے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں اپنے محلے کی لڑائی ہے، گلی کی لڑائی ہے، ملکوں کی لڑائی ہے، پڑوسیوں کی لڑائی ہے ہر کہیں جنگیں ہیں۔ عام طور پر جنگیں ایسی ہیں کہ میں بڑا ہوں تم میرا مقابلہ نہ کرو، تم چھوٹے بن کر رہو میں بڑا بن کر رہوں گا۔آج کل ساری دنیا میں اسی بات پر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔قرآن جس جنگ کے وقت صبر کرنے کا کہتا ہے وہ جنگ یہ جنگ نہیں ہے۔ایک انگریزی کے فلاسفر 'میکڈوگل' نے یہ بات کہی ہے کہ عام طور جو جنگیں دنیا میں ہوتی ہیں وہ انسان کے اندر ایک URGE ہے، URGE TO DOMINATE ('حبِ تفوّق) یعنی دوسروں پر اپنے آپ کو برتر ثابت کرنے کے لئے جنگ کرنا۔۔۔تم چھوٹے بن کر رہو تم میرے سامنے سے اکڑ کر نہ گزرا کرو تم یہ کرو ورنہ تمہیں مار دوں گا، تمہارا علاقہ چھین لوں گا، تمہیں نقصان پہنچا دوں گا۔ ساری جنگیں اسی وجہ سے ہیں اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنا دوسروں کو چھوٹا ثابت کرنا۔آج دنیا میں امریکہ یہی کر رہا ہے اور اکثر و بیشتر پچھلے پچاس سال کی تاریخ اخبارات میں لوگوں کے سامنے ہے، یہی کچھ ہو رہا ہے۔

محمد ﷺ نے بھی جنگیں کی ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی جنگیں کی ہیں لیکن وہ جنگیں ایسی نہیں ہیں بلکہ جس طرح علامہ اقبال نے بھی کہا ہے

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

عام طور پر جنگیں یا تو مالِ غنیمت کے لئے ہوتی ہیں یا ملک کی سرحدیں پھیلانے کے لئے ہوتیں ہیں۔لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو جنگیں کی تھیں یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جس جنگ کا حکم دیا ہے یا محمد رسول ﷺ نے جو جنگیں کی ہیں وہ ایسی نہیں تھیں۔ ہمارے دین میں تو جنگ بھی عبادت

کے درجے میں ہے۔لڑائی کے دوران بھی اگر نماز کا وقت آجائے تو مسلمانوں کو نماز ادا کرنا ہے جنگ کے وقت جبکہ اِدھر اور اُدھر سے تیر آرہے ہیں اور تلواریں چل رہی ہیں اور آج کل گولے، بندوقیں چل رہی ہیں، بم پھٹ رہے ہیں تو وہاں بھی نماز کا وقت آجائے تو نماز پڑھو:

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کہ زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

ہماری جنگ میں دشمنوں سے لڑنا بھی عبادت کے درجے میں ہے۔مسلمانوں کی جنگ مال غنیمت کے لئے نہیں اپنے ملک کی حدود کو پھیلانے کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اللہ کے احکام کے مطابق ہے۔ تو ایسی جنگ کے دوران جو صبر کرتے ہیں وہ بھی نیک آدمی ہیں۔محمد ﷺ نے جنگیں کی ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی جنگیں کی ہیں، اتنا وقت نہیں ہے کہ میں اس پر مزید گفتگو کروں۔محمد ﷺ نے جو جنگیں کی ہیں وہ اللہ کے دین کے راستے میں جو رکاوٹیں تھیں ان کو دور کرنے کے لئے کی ہیں اللہ کا دین ہے اور قرآن مجید لوگوں کے فائدے کی بات کر رہا ہے کچھ لوگ رکاوٹ ڈال رہے تھے تو ان سے جنگیں کرنی پڑیں کہ وہ زبان سے بات مانتے نہیں تھے ''لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے'' اور وعظ و نصیحت سے ماننے والے لوگ کم ہیں۔کچھ ایسے شرارتی بھی ہوتے ہیں جن پر سختی کرنی پڑتی ہے۔اس طرح کی جنگوں میں جو صبر کریں گے برداشت کریں گے وہ نیک لوگ ہیں۔

آگے فرمایا: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۔کوئی آدمی اس طرح زندگی گزارے وہ ہوگا نیک۔وہ اگر اپنے آپ کو نیک کہے یا کوئی اس کو نیک کہے وہ سچا آدمی ہے اس نے سچ بولا ہے۔ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ اور یہی آدمی متقی بھی ہیں۔متقی اور تقویٰ، ہمارے دین کی اصطلاح ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں آدمی بڑا متقی ہے۔لیکن ہمارے ذہنوں میں متقی کا ایک نقشہ سا بنا ہوا ہے کہ جس کے ہاتھ میں ایک لاٹھی ہو اور اس نے لمبا سا چوغا پہنا ہوا ہو اور تسبیح بھی ہو اس طرح کے آدمی کو متقی خیال کر لیا جاتا ہے۔جبکہ قرآن کہہ رہا ہے کہ جنگیں کرنا بھی نیکی کا کام ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگیں کی ہیں محمد رسول اللہ ﷺ نے جنگیں کی ہیں۔ یہ کام واقعتاً نیکی ہی کا کام ہے۔

میں دوبارہ رواں ترجمہ کر رہا ہوں۔فرمایا: وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ ''نیک وہ شخص ہے۔

نیکی کے کام نہیں ہوتے۔قرآن کہتا ہے کہ آدمی نیک ہوتا ہے۔جو بندہ نیک ہو جائے اس کا سونا، جاگنا، سیر کرنا، بچوں کے ساتھ وقت گزارنا، اس کا کمانا، کھانا سارے کام نیکی کے کام ہو جائیں گے۔اور جو آدمی بذات خود نیک نہیں ہے اس کا بعض اوقات نماز پڑھنا بھی برائی میں شمار ہوتا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا: مَنۡ صَلَّی یُرَائِی فَقَدۡ أَشۡرَكَ ۔ایک یہ ہے کہ خالص اللہ کو راضی کرنے کے لئے نماز پڑھی جاتی ہے، ایک نماز ہوتی ہے دکھاوے کی نماز۔ جو دکھاوے کی نماز پڑھتا ہے اس نے شرک کیا۔کوئی بچہ ہو، بوڑھا ہو، جوان وہ عام طور پر جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے اگر کوئی دیکھ رہا ہے تو لمبا سجدہ کر دے، یہ تو اس 'آدمی' کے لیے سجدہ کر رہا ہے، اللہ کے لیے تو نہیں کر رہا۔اللہ کے لئے تو یہ آدمی دو سیکنڈ کا سجدہ کرتا ہے، اب کوئی دیکھ رہا ہے تو یہ دس سیکنڈ کا سجدہ کر رہا ہے، یہ اللہ کے لیے نہیں بلکہ دکھاوے کے لیے سجدہ ہے۔قرآن مجید کی تشریح کے مطابق جو اللہ کا کہنا مانتا ہے وہ نیک ہے اس کا ہر کام نیکی ہے اور جو نیک نہیں ہے اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن اللہ جانتا ہے کہ اس میں کتنی خرابی ہے۔خلوص پیدا کرنا چاہئے۔

فرمایا: وَلٰکِنَّ الۡبِرَّ نیک وہ آدمی ہے، مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ ۔('مَنۡ' کا لفظ شخصیت (PERSONALITY) کے لئے آتا ہے) جو ایمان لایا اللہ پر، وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر، وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ فرشتوں پر، وَ الۡکِتٰبِ اور کتاب (قرآن مجید) پر، وَ النَّبِیّٖنَ اور نبیوں پر۔ یہ ہے ایمان باللہ، ایمان بالآخرت، ایمان بالرسالت۔ایک بات یہ بھی سمجھ لیں کہ ایمان دل میں ہوتا ہے چھپی ہوئی بات ہے، ایمان کو آپ نیت کے ساتھ جوڑیے۔جیسے کہتے ہیں کہ ہر کام کے لیے نیت صاف اور اچھی ہونی چاہئے۔حدیث میں ہے کہ اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ ''سارے کاموں کا دارومدار نیت پر ہے''۔ایمان بھی دل میں ہوتا ہے نیت بھی دل میں ہوتی ہے ایمان کو جوڑ دیں نیت کے ساتھ کہ ایمان ہو گا نیت صاف ہو گی تو اچھے کام کا اچھا اجر ہو گا۔

اب ایمان پیدا ہو گیا تو اگلا کام کیا کرے گا؟

وَ اٰتَی الۡمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ

مال کو خرچ کرنا ہے آپ نے حلال کمایا ہے اور ہر آدمی کو مال سے بڑی محبت ہوتی ہے لیکن پھر بھی خرچ کرنا۔رشتہ داروں پر، یتیموں پر، مسکینوں پر اور مسافروں پر خرچ کرے۔وَ السَّآئِلِیۡنَ وَ فِی

الــرِّقَــابِ مانگنے والے پر خرچ کرنا۔ مانگنے والا کسی حالت میں ہو اگر دل مانے تو اس کو بھی دینا چاہیے۔ کبھی ڈاکہ پڑ جاتا ہے، بس میں لوگ لٹ جاتے ہیں اور سفر کی حالت میں کبھی جیب کٹ جاتی ہے اور نامعلوم کیسی صورت حال پیش آ جاتی ہے، تو اگر کوئی آدمی مانگنے والا آئے اور آپ کا FIRST IMPRESSION یہ ہو کہ یہ آدمی ضرورت مند اور مخلص لگتا ہے اس کو دینا چاہیے اور دل نہ مانے تو مت دو لیکن دل مانے تو پھر ضرور دینا چاہیے سفر کی حالت میں پر ایسا وقت آ سکتا ہے کہ آدمی کو ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ایک اور جگہ موجود ہے کہ اگر سفر کی حالت ہو اور آدمی کو ضرورت پیش آ جائے اور کوئی مانگنے سے نہ دے رہا ہو یا مانگنے کو دل نہ کرتا ہو تو آپ کے پاس کوئی قیمتی چیز موبائل، گھڑی وغیرہ ہے، وہ کسی کے پاس رکھوا دو کہ یہ میرا شناختی کارڈ ہے یہ میرا موبائل رکھ لیں مجھے دو ہزار روپے دے دیں، میں چند دنوں میں اپنا موبائل لے جاؤں گا اور پیسے واپس دے دوں گا، اس کو قرض دینا چاہیے اس لیے کہ وہ ضرورت مند ہے۔ گھر سے دور سفر کی حالت میں آدمی پر کوئی بھی کیفیت طاری ہو سکتی ہے تو ایسی صورت میں مدد کرنی چاہیے اور وہ اگر مدد لینے پر یا مانگنے پر شرما رہا ہے تو پھر اپنی کوئی چیز گروی رکھ کر پیسے وصول کر کے اپنا وقت گزارنا چاہیے۔ یہ بھی ہمارے دین کی تعلیمات ہیں۔

وَ فِـی الـرِّقَـابِ اور گردنیں چھڑانے میں مال خرچ کرنا، پہلے زمانے میں لوگ غلام ہوتے تھے، جیسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ غلام تھے۔ مالک ان کو مارتا تھا، نماز کا وقت نہیں دیتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے سے روکتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: ’’کون ہے جو اس کو دوہری غلامی سے نجات دلائے‘‘۔ ایک اللہ کی غلامی ہے کہ ہم اس کا کہنا مانتے ہیں اور دوسری غلامی مالک کا کہنا ماننا ہے، تو دوہری غلامی ہے۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی جیب سے اتنے پیسے دے کر جتنے اس نے مانگے، آزاد کروا دیا۔ بہت بڑا نیکی کا کام ہے کہ اب یہ آدمی صرف اللہ کا غلام ہے اور کسی کا غلام نہیں رہا۔ آج کل غلامی الحمدللہ مسلمانوں میں نہیں ہے یورپ میں ہے، امریکہ میں ہے، افریقہ میں ہے لیکن الحمدللہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس میں نہیں ہے۔ آج اس کی شکل یہ ہے کہ جو ہماری غریب آبادیاں ہیں جو چھوٹی آبادیاں ہوتی ہیں اس میں کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو قرض میں پھنس جاتے ہیں اور وہ قرض دے نہیں سکتے اور وہاں سود چل رہا

ہے۔ بجلی کا بل زیادہ آگیا ہے اب پیسے نہیں ہیں کیا کریں آپ ہزارروپے دے دیں۔ وہ ہزارروپے دیتے ہیں تو 100 روپے ماہانہ اس پر سود لیتے ہیں۔ بینکوں کا سود 12 فی صد سالانہ ہے یعنی مہینے میں 100 پر ایک روپیہ۔ وہ 10 فی صد ماہانہ لیتے ہیں اور آدمی قرض میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ ایسے کسی آدمی کا یک مشت قرض ادا کر دینا، میں تمہارا پانچ دس ہزار قرض ادا کر دیتا ہوں آئندہ تم جو کماؤ گے کھاؤ گے بس۔ تو قرض ادا ہو جائے تو بہت بڑی بات ہے یہ بھی نیکی کا کام ہے۔ پیسہ خرچ کرنا نیکی کا کام ہے آدمی کو خرچ کرنا چاہئے۔

اس کے بعد ہے: وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرے۔ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ اور زکوٰۃ ادا کرے۔ وَ الْمُوْفُوْنَ ...... اور نیک وہ لوگ ہیں جو وعدہ وفا کریں جبکہ وہ وعدہ کرلیں۔ ہمارے ہاں اس کی بڑی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ یہ جو دستکار لوگ ہوتے ہیں ہاتھ سے کام کرنے والے، موچی، درزی، ویلڈر، الیکٹریشن وغیرہ آپ ان کے پاس کوئی چیز لے کر جائیں کہ یہ بجلی کی چیز خراب ہوگئی ہے تو اسی وقت کھولنا شروع کر دیتے ہیں کہ جی ابھی بنا رہا ہوں آپ ہی کا کام کر رہا ہوں وہ اترا اور دوسرا گاہک آگیا وہ رکھ کر اس کا کام شروع کر دیا اس کو بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ ہی کا کام کر رہا ہوں جلدی جلدی ہو جائے گا اور کسی کو بھی وعدے پر ادا نہیں کرتے۔ قرآن مجید کے نزدیک یہ طرز عمل صحیح نہیں ہے وعدہ کرو اور پھر اس کو نبھاؤ۔ کہہ دو کہ یہ چیز کل شام ملے گی میرے پاس چار چیزیں پہلے پڑی ہیں پانچواں آپ کا کام ہے میں کل شام تک دے دوں گا وہ کہے گا جلدی چاہئے تو وہ کہہ دے کہ جہاں سے جی چاہے ٹھیک کروالو، رزق اللہ دینے والا ہے۔ لیکن آدمی کو وعدہ وفا کرنا چاہئے وہ آدمی عین ممکن ہے آپ ہی کی نیک نیتی کی وجہ سے آپ ہی کو کام دے کر جائے کہ چلو یار کل شام لے لیں گے۔ اگر آپ وعدہ وفا کر دیں تو آئندہ بھی آپ کی GOODWILL بنے گی۔ وعدہ وفا کرنا تو بہت اچھی بات ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ نیک وہ آدمی ہے جو وعدہ کر بیٹھے تو اس کو وفا کرے۔ وعدہ سوچ کر کرو، ایسے ہی نہ کرو۔ جب پورا نہیں کرنا ہوتا تو آدمی ایسے ہی وعدہ کر لیتا ہے، پورا کرنے کا ارادہ ہو تو پھر سوچنا پڑتا ہے کہ میں کیسے کروں۔

وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ اور خاص طور پر نیک لوگ وہ ہیں جو صبر کرنے والے ہیں، تنگی میں اور تکلیف میں۔ معاشی تنگی کاروبار میں کوئی نقصان ہو گیا ہے

یا بیماری، یا کوئی عزیز بیمار ہو گیا یا فوت ہو گیا ہے خدانخواستہ، اس میں بھی صبر کرنے والے ہیں اور حِیۡنَ الۡبَاۡسِ جنگ کے وقت صبر کرنے والے ہیں۔ محمد ﷺ نے جنگیں کی ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگیں کی ہیں۔ قرآن مجید میں سے اگر جنگوں کا اور جہاد کا ذکر نکال دیا جائے تو صحابہ کی زندگی میں کوئی ATTRACTION ہے ہی نہیں، کوئی قبول کرنے کو بھی تیار نہیں۔ اللہ کے دین کو بڑھانے کے لئے راستے کی جو رکاوٹیں ہیں اس کو دور کردو۔ کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کرنا لیکن جو دین میں رکاوٹ بن رہے ہیں ان کا راستہ صاف کر دینا ہے۔ مسلمانوں کی جنگیں عظیم مقصد کے لیے ہیں

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اس پر بھی صبر کرنا۔ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جنگ میں چلے جانا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا یہ بہت بڑا نیکی کا کام ہے۔ یہ کب ہوگا؟ یہ کوئی INDIVIDUAL فیصلہ نہیں ہے کہ کسی کو پکڑے اور مار دے۔ آدمی کسی جماعت میں شامل ہو اس کی اجتماعیت میں شامل ہو وہ اجتماعیت فیصلہ کرے کہ اب موقع آ گیا ہے کہ دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنی چاہئے تو اس وقت فیصلہ ہوگا۔ یہ INDIVIDUAL LEVEL کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ یہ اجتماعی سطح پر فیصلہ ہوگا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا جن لوگوں کی یہ شان ہے وہ نیکی کے دعویٰ میں سچے لوگ ہیں۔ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ اور یہی آدمی متقی بھی ہیں۔

دو باتیں ضمنی طور پر سامنے رکھنے کی ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن مجید نیک آدمی کے بارے ذکر کر رہا کہ سب سے پہلے اس کا ایمان ہونا چاہئے۔ ایمان کے تین حصے ہیں (پہلے بھی یہ بات آ چکی ہے) ایک اللہ کو ماننا، دوسرے آخرت کو ماننا اور تیسرے نبوت و رسالت، وحی، فرشتوں اور کتابوں کو ماننا۔

ایمان باللہ اور نیکی کا تعلق کیا ہے؟۔ ایمان باللہ اور نیکی کا تعلق یہ ہے کہ جو کام اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیا جا رہا ہو وہ نیکی کا کام ہے۔ سائنس میں لٹمس ٹسٹ ہوتا ہے کہ یہ تیزاب ہے یا الکلی ہے کاغذ پر اس کو ڈالو تو رنگ بدل جاتا ہے فوراً دو سیکنڈ میں پتا چل جاتا ہے۔ اسی طرح جو کام آپ کرنے جا رہے ہیں اس کے لئے یہ ٹیسٹ ہے اگر وہ کام اللہ کو راضی کرنے کے لئے

کر رہے ہیں وہ نیکی کا کام ہے۔

دوسرے ہم آخرت کو مانتے ہیں دوسرا ٹیسٹ یہ ہوگا کہ اگر نیکی کا کام کر رہے ہیں تو اس کا اجر آخرت میں چاہیئے دنیا میں نہیں چاہیئے۔ جو یہ ٹیسٹ پاس کر جائے وہ بھی نیکی کا کام ہے۔ آپ کسی غریب کی مدد کریں اور پھر کہیں کہ وہ میرے پاس سے گزرتا ہے مجھے سلام کر کے نہیں گزرتا، آئندہ میں اس کی مدد نہیں کروں گا، تو وہ نیکی کہاں رہی۔ اگر آپ نے اللہ کے لیے دیے تھے تو اس کا اجر تمہیں آخرت میں اللہ دے گا جب آپ وہاں جائیں گے تو اجر پائیں گے۔ یہاں وہ آپ کو سلام کر کے گزرتا ہے یا نہیں، آپ کو ووٹ دیتا ہے یا نہیں یا کچھ بھی کرتا ہے اس کا تعلق اس نیکی سے نہیں ہے۔ تو دوسرا ٹیسٹ یہ ہے کہ جو کام آپ نیکی کا کام سمجھ کر کر رہے ہیں اس کا اجر مجھے آخرت میں چاہیئے دنیا میں نہیں چاہیئے۔ یہ جو ہم نماز کے بعد دعا مانگتے ہیں ہم یہ دعا اس لیے نہیں مانگتے کہ یا اللہ جو نماز پڑھی ہے اس کی جتنی اجرت بنتی ہے وہ مجھے ابھی دے دے۔ جو نماز ہم پڑھتے ہیں اس کا اجر ہمیں آخرت میں ملے گا۔ ہم دعا اس لیے مانگتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں یہی سکھایا ہے ہم اللہ کے بندے ہیں وہ ہمارا خالق مالک ہے ہم نے اللہ سے ہی مانگنا ہے۔ نماز پڑھنے سے کچھ کیفیت پیدا ہوتی ہے آپ اللہ سے مانگو جو مانگنا ہے۔ عید کے دن روزے کی اجرت نہیں مانگتے کہ اے اللہ میں نے 30 روزے رکھے ہیں ان کا جو بھی اجر بنتا ہے وہ مجھے دے دو۔ ہمیں دعا کا حکم دیا گیا اس لیے ہم نے اللہ سے ہی مانگنا ہے ہمیں اللہ ہی دے رہا ہے۔ نیکی کے کام کا اجر صرف آخرت میں ملتا ہے۔

ایک حدیث میں یوں بھی کہا گیا کہ اللہ جس آدمی سے راضی ہوتا ہے اس سے اگر کوئی خطا ہوتی ہے تو اس کو کوئی سزا چھوٹی موٹی دنیا میں ہی دے دیتا ہے۔ غلطی کوئی ہوگئی ایک دن کا بخار آ گیا ساری برائیاں سارے گناہ دُھل گئے۔ کبھی کوئی اور تکلیف آ گئی، کھانسی، زکام یا نزلہ ہو گیا کہ بندہ نیک ہے اس کی آخرت بالکل صاف ستھری ہونی چاہیئے۔ اور جس بندے سے اللہ ناراض ہوتا ہے اس کی بھی کچھ نیکیاں ہوں گی کبھی غریب کی مدد کر دی، کبھی کسی بھوکے کو کھانا کھلا دیا اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتا ہے تا کہ آخرت میں سیدھا جہنم میں جائے کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے، برے آدمی کا نیکیوں کا بدلہ اللہ دنیا میں دے دیتا ہے، اور نیک آدمی کی غلطیوں کی کوئی چھوٹی

موٹی سزا دنیا میں ہو جاتی ہے تا کہ آخرت میں سیدھا(DIRECT) وہ جنت میں جائے۔ یہ نیکی اور ایمان بالآخرت کا تعلق ہے۔

تیسرا ٹیسٹ یہ ہے کہ جو بھی کام آپ کرتے ہیں وہ نیکی کا کام ہوگا اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر ہوگا۔

یہ تینوں ٹیسٹ پاس ہو جائیں تو وہ کام سوفی صد نیکی ہے اور حضور ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر کام کریں گے تو وہ نیکی کا کام نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو پہر کے وقت نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ کوئی آدمی کہے کہ میں تو فارغ اسی وقت ہوا ہوں تو دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتا ہوں یہ نیکی نہیں ہے گناہ ہے۔ حالانکہ نماز نیکی کا کام ہے۔ حضور ﷺ نے طریقہ بتایا کہ مغرب کی تین رکعتیں فرض ہیں کوئی آدمی کہے ہم تو چار پڑھا کریں گے 33 فیصد زیادہ ثواب ملے گا، یہ مغرب کی چار رکعتیں پڑھنا نیکی نہیں گناہ ہوگا تم نے محمد ﷺ کی بات مانی کیوں نہیں۔ دین نام ہے محمد رسول ﷺ کی تعلیمات کا۔ محمد ﷺ کے طریقے پر بچوں کی شادیاں کریں گے ثواب کا کام ہے۔ محمد ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر نماز پڑھیں تو گناہ ہو جائے گا۔

ایمان کا تعلق نیت کے ساتھ ہے MOTIVE کے ساتھ ہے MOTIVATION یا جذبۂ محرّکہ جس کے تحت انسان کوئی کام کرتا ہے جو بنیاد ہے وہ صحیح ہو جائے ایمان پیدا ہو جائے تو پھر آدمی نیک ہوتا ہے۔

مغرب والے HONESTY IS THE BEST POLYCY کے طور پر نیکی کرتے ہیں وہ آخرت میں کسی ثواب یا اللہ کو راضی کرنے کے لئے نہیں کرتے۔ بلکہ دنیا میں کاروبار چلانے کا تجربہ کہ لوٹنا ہے تو دو دن لوٹو اور دکان بند کر کے چلے جاؤ اور اگر نیک نامی سے کاروبار چلانا ہے تو پھر دیانت داری سے کام کرو تو وہ ترقی کرتا چلا جائے گا۔ WEST کی بہت ساری کمپنیاں ہیں جن کی پروڈکٹس پر لکھا ہوتا ہے SINCE 1891 یا SINCE 1790 وغیرہ وغیرہ۔ اب وہی مغرب ہے جانور پر ظلم ہو جائے تو اعتراض ہو جاتا ہے اس پر بوجھ زیادہ کیوں لاد دیا ہے زخمی جانور پر کیوں بوجھ لادا ہے اس کو تانگے یا گدھا گاڑی پر کیوں لگایا ہوا ہے کوئی آدمی یا کوئی ملک ہے اس کے دس لاکھ بے گناہ آدمی مار دیتے ہیں، ڈرون حملہ ہوتا ہے بیس آدمی مار دیتے

ہیں اس کا انہیں کوئی احساس نہیں ہوتا۔ ان کو آخرت کا احساس نہیں ہے ان کو اللہ کا احساس نہیں ہے وہ تو اپنے طور پر ایک پالیسی بنائے ہوئے ہیں۔

ساری بات جو یہاں بیان گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ نیکی کا مظاہرہ سب سے پہلے، نماز سے بھی پہلے یہ ہے کہ اپنی حلال آمدنی غریبوں پر خرچ کرنا اور کھلے دل سے خرچ کرنا۔ غریب ہے تو تھوڑا خرچ کرے گا امیر ہے تو زیادہ۔ لیکن جتنا اللہ نے دے رکھا ہے اس کا ایک معقول حصہ برادری، یتیم، مسکین، بیوائیں، اڑوس پڑوس کے لئے خرچ کرنا چاہیئے۔ زکوٰۃ کے علاوہ بھی خرچ کرنا چاہیئے، زکوٰۃ اڑھائی فی صد ہے۔ کوئی اپنی آمدنی کا دس فیصد خرچ کر رہا ہے کوئی بیس فی صد اور کوئی چالیس فیصد کر رہا ہے یہ کرنا ہوگا تب آدمی نیک ہوگا۔ یہ بات اتنی صحیح ہے کہ اس کا عکس (CONVERSE) بھی صحیح ہے اگر آدمی پیسہ نہیں خرچ کر رہا اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں نمازی بھی ہوں روزہ دار بھی ہوں تو وہ نیک نہیں ہے، حتی کہ یہ بات یہاں تک کہی جاسکتی ہے کہ جو اللہ کے راستے میں پیسہ خرچ نہیں کرتا وہ حاجی کہلاسکتا ہے، نمازی کہلاسکتا ہے، پیر کہلاسکتا ہے، شیخ الحدیث ہوسکتا ہے، کسی دینی مدرسے کا معلّم ہوسکتا ہے، خطیب ہوسکتا ہے، امام مسجد ہوسکتا ہے، عابد وزاہد کہلاسکتا ہے لیکن نیک نہیں ہوسکتا جب تک اس کے اندر جذبہ نہیں ہے کہ میں غریبوں پر خرچ کروں اس کے دل میں انسانیت کی محبت نہیں ہوسکتی۔

یہ ہے قرآن مجید کا نیکی کا تصوّر۔ فرق یہ ہے کہ ہم کاموں کو نیکی سمجھتے ہیں لیکن اصل میں آدمی نیک ہوتا ہے۔ جو آدمی ایمان لائے، پیسے خرچ کرے نماز، روزہ، وعدہ وفا کرنے کا التزام کرے اور اللہ کے راستے میں حالت جنگ میں بھی صبر کرے وہ نیک ہے۔ لیکن اگر آدمی کے اندر ایمان نہیں ہے یقین نہیں ہے تو پھر سب کام دنیا داری کے ہیں۔ اگر آدمی میں ایمان نہیں ہے تو مسجد میں قالین بچھوانے سے آدمی نیک نہیں ہوجاتا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان باتوں کی سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہر انسان کے اندر جو نیکی کا جذبہ ہے اس کو پروان چڑھائے، آمین۔ اس کو بڑھانا چاہیئے اس کو ترقی دینی چاہیئے اور اندر کے احساسات کو سمجھنا چاہیئے اور اس کے مطابق خود کو بدلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِالْاِیْمَانِ وَ اشْرَحْ صُدُوْرَنَا لِلْاِسْلَامِ ۔ آمین

دہشت گردی کے واقعات کے پیچھے کون؟

ابوفیصل محمد منظور انور

اس وقت دنیا بھر میں دہشت گردی کی کارروائیاں جاری ہیں آئے روز سینکڑوں بیگناہوں کوموت کے گھاٹ اتارا جارہاہے انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ اس وقت پوری ملت اسلامیہ ہی دہشت گردی سے سب سے زیادہ متأثر ہورہی ہے اورمرنے مارنے والے سب ہی مسلمان کہلا رہے ہیں امریکہ اورمغربی دنیا یہودی سازشوں کے زیراثر مسلم ممالک میں جاری قتل وغارت کو نہ صرف ہوادے رہی ہے بلکہ اپنے مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے براہ راست مداخلت کررہی ہے جس کی وجہ سے اکثر مسلم ممالک میں تاریخ کی بدترین خون ریزی اورخانہ جنگی ہورہی ہے امریکہ بظاہر اکثر مسلم ممالک کے ساتھ دوستی کی آڑ میں انہیں تباہ برباد کرنا چاہتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک ،عراق، لیبیا شام، مصر، یمن، فلسطین الجزائر، نائیجیریا، تیونس یوگنڈا، مراکش اوراس خطے کے دیگر ممالک اورمشرقی ایشیا کے ممالک افغانستان ، پاکستان ، بنگلہ دیش، فلپائن، برما، میں نسلی، مذہبی، لسانی، قبائلی اورکہیں سیاسی اختلافات کی بنیاد پر قتل وغارت کا ناختم ہونے والا سلسلہ شروع ہے عالمی میڈیا رپورٹس سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ اس ساری انسانی تباہی کے پیچھے امریکہ بہادر اوراسرائیل کی ریشہ دوانیاں اورسازشیں ہیں جو اپنے مفادات کے حصول کے لئے ببانگ دہل انسانیت کا خون بہانے کے لئے سرگرداں ہیں عالمی سطح پر استعماری قوتیں اوران کے ایجنٹ مسلم ممالک کی حکومتوں اورعوام کوغلام بنا کرایک طرف ان کے وسائل پر قابض ہورہے ہیں اوردوسری طرف ان کے آپس کے اختلافات وباہمی انتشار کوہوادے کرانھیں

ایک دوسرے کا دشمن بنا کر لڑا رہے ہیں اور ان کی خانہ جنگی کا نظارہ کر رہے ہیں نا انصافی کی ابتدا نام نہاد اقوام متحدہ کے طاقتور ممالک نے ویٹو پاور کا حق اپنے ہاتھ میں لے کر کر رکھی ہے جو UNO کی تشکیل کی تاریخ کے دن سے لے کر آج تک کسی بھی غریب ملک کو انصاف فراہم نہیں کر سکے ہیں UNO بڑی طاقتوں کی غلام یا باندی بن کر فیصلے کر رہی ہے چکونکہ اس کی چھتری تلے یہ بڑی طاقتیں کمزور، غریب اور خصوصا مسلم ممالک کے انسانوں کو کمتر مخلوق گردانتے ہوئے ان پر مظالم ڈھا رہے ہیں نتیجے میں اکثر ممالک میں آزادی کی تحریکیں شروع ہیں یا وہاں آمریت اور حکومتوں کے مظالم کے خلاف بغاوتیں ہو رہی ہیں بد قسمتی سے ان تمام ممالک کے مظلوم عوام کی تحریکوں کو کچلنے میں مقامی حکمرانوں کے ساتھ ساتھ بڑی طاقتوں ہی کا ہاتھ صاف نظر آتا ہے جب تک دنیا میں مظلوم انسانیت کو انصاف نہیں ملتا یہ عوامی آزادی کی تحریکیں ختم نہیں ہو سکتیں جبکہ دہشت گردی کی وجوہات دور کیئے بغیر اس کا خاتمہ ناممکن نظر آتا ہے۔

پچھلی ایک صدی کے حالات واقعات کو مدنظر رکھیں تو پتہ چلتا ہے کی پر امن دنیا کو تباہی کے دہانے پر پہنچانے اور دہشت گردی پھیلانے کا ذمہ دار امریکہ اور یہودی ہیں جو عالمی قوانین کو جوتے کی نوک پر رکھ کر دنیا میں تھانیدار بنے یہوئے ہیں۔ اقوام متحدہ کی تاریخ شاہد ہے کہ ان دونوں نے مظلوم انسانیت کے خلاف کتنے ظلم روا رکھے اور لاکھوں کروڑوں مظلوم افراد کو صفحۂ ہستی سے مٹایا اور ابھی تک ان پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے اس وقت دنیا کا کونسا ملک ایسا ہے جو ان ظالموں کے مظالم کا شکار نہیں ہوا انسانیت سسک سسک کر دم توڑ رہی ہے مگر ان کی فرعونیت میں کمی نہیں آئی ہے۔

معروف مغربی دانشور نوم چومسکی کے ''امریکی دہشت گردی کی طویل شرمناک تاریخ'' کے عنوان سے چھپنے والے مضمون میں بتایا گیا ہے کہ یہ سرکاری بیان ہے کہ امریکہ دنیا کی سب سے چوٹی کی دہشت گرد ریاست ہے جسے اس پر فخر و غرور ہے، یہ وہ بات ہے جو نیویارک ٹائمز کی شہ سرخی ہونی چاہیے تھی مگر سرکاری پالیسیوں کے مؤید اس اخبار نے یہی خبر بالکل نرم الفاظ میں لگائی یعنی ''شامی باغیوں کی خفیہ مدد پر سی آئی اے کی تحقیق'' اس مضمون میں امریکہ کے خفیہ آپریشنز کے مؤثر ہونے کے درجوں کا جائزہ لیا گیا ہے ایوان صدر وائٹ ہاؤس کا کہنا ہے بد قسمتی سے کامیابی کی شرح اس قدر کم ہے کہ اب اس پالیسی پر نظر ثانی کا فیصلہ کیا جا رہا ہے تا کہ اپنی خامیوں کی نشاندہی کی جا سکے۔ مضمون میں صدر اوباما کا یہ جملہ نقل کیا گیا ہے کہ کسی ملک کے

باغیوں کو مال دولت اور ہتھیاروں کی فراہمی سے اگر مثبت نتیجہ برآمد نہ ہو تو اس طریقے کو شام میں استعمال کیا جائے۔ مگر اوباما کے مشیر کامیابی کی کوئی ایک مثال بھی نہ ڈھونڈ سکے ہیں لہٰذا اب اوباما کو اپنی کوششیں جاری رکھنے میں ہچکچاہٹ ہو رہی ہے NYT کے آرٹیکل کے پہلے پیراگراف میں خفیہ مدد کی تین مثالیں دی گئی ہیں: انگولا، نکاراگوا اور کیوبا۔ امریکہ نے ان تین ممالک میں دہشت گردانہ آپریشنز کئے انگولا پر جنوبی افریقہ نے حملہ کیا تو امریکہ نے کہا کہ اس نے اپنے دفاع میں حملہ کیا ہے کیونکہ اسے دنیا کے اس سب سے بڑے ''دہشت گرد گروپ'' سے خطرہ تھا نیلسن منڈیلا کی افریقن نیشنل کانگریس کو دنیا کی بدنام ترین دہشت گرد تنظیم کا نام دیا گیا تھا۔ 1988ء کی بات ہے اس وقت امریکہ کی ریگن حکومت جنوبی افریقہ کی نسل پرست 'اپارتھائیڈ' سفید فام حکومت کی دنیا بھر میں واحد حامی تھی اس کے بعد امریکہ نے جنوبی افریقہ سے مل کر وہاں پر موجود ایک دہشت گرد تنظیم کی مدد کی جو انگولا میں تخریبی کاروائیاں کرتی تھی جنوبی افریقہ کی نسل پرست سفید فام حکومت نے امریکی شہ پر کیوبا پر حملہ کر دیا مگر کیوبا نے اس حملے کو ناکام بنایا بلکہ جنوبی افریقہ کا نمبیبیا پر ناجائز قبضہ بھی ختم کروا دیا دہشت گردوں کا سرغنہ سوامی انتہائی خطرناک شخص خیال کیا جاتا تھا جو ہزاروں لاکھوں بے گناہ افراد کی موت کا ذمہ دار تھا لیکن امریکہ دنیا کا واحد ملک تھا جو سوامی کا حامی تھا 1961ء میں امریکہ نے کیوبا پر حملہ کیا مگر بری طرح ناکام رہا صدر کینیڈی نے دنیا بھر کے بدنام ترین دہشت گردوں کو ڈالرز دے کر کیوبا میں تخریب کاری کے لئے اتارا تاریخ نگار 'آرتھر شلینگر' کے مطابق جان ایف کینیڈی کے چھوٹے بھائی رابرٹ کینیڈی نے کیوبا سمیت کئی دیگر ملکوں میں دہشت گردی کی کاروائیاں کی امریکہ کی کیوبا کے خلاف جارحانہ کاروائیاں نہایت ہی شدید تھیں رابرٹ کینیڈی کیوبا میں تباہی پھیلانے کی کوششوں میں مصروف رہا نتیجے میں ایک باغیانہ تحریک شروع کروا کر امریکہ نے کیوبا پر حملے کا جواز پیدا کر لیا اس دوران روسی وزیراعظم خروشیف کو کیوبا میں ایٹمی میزائل نصب کرنے کا موقع مل گیا دنیا میں ایٹمی جنگ چھڑنے کا امکان پیدا ہو گیا اس بارے امریکی وزیر دفاع رابرٹ میکنا مارا کہتے ہیں کہ اگر وہ کیوبا کے وزیر دفاع ہوتے تو انھیں امریکی حملے کا یقین ہو جاتا۔ کیوبا کے خلاف امریکی دہشت گردانہ کاروائیاں 30 سال تک جاری رہیں اور کیوبا کے عوام بری طرح کچلے گئے۔ اس جنگ میں کیوبا کے کتنے عوام ہلاک ہوئے امریکہ کے میڈیا میں اس کا تذکرہ بالکل نہ ہوا ایک کینیڈین سکالر کیتھ بولینڈر نے 2010ء میں

’کیوبا کے خلاف دہشت گردی‘ پر ایک کتاب لکھی جس میں طویل دہشت گردی کے نتیجے میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد لکھنے پر پابندی عائد کردی گئی امریکی دہشت گردی اب تک جاری ہے تاہم اس کا نام،، دنیا کا دفاع،، رکھا گیا ہے پچھلے سال 28 اکتوبر کو اقوام متحدہ نے 23 ویں بار کیوبا کے خلاف اقتصادی، تجارتی، اور مالی پابندیوں کی توثیق کی جو امریکہ نے عائد کر رکھی ہیں ظلم کی انتہا ہے کہ 188 ممالک میں سے ان پابندیوں کو جاری رکھنے کے حق میں صرف 2 ووٹ آئے جو امریکہ اور اسرائیل کے تھے مگر اس قرارداد کو شرف قبولیت بخشا گیا ہے تاہم ان پابندیوں کے خلاف اب آوازیں اٹھنا شروع ہوگئی ہیں اور ہیلری کلنٹن نے ’’ہارڈ چوائس نامی کتاب‘‘ میں کہا ہے کہ یہ پابندیاں اب امریکہ بہادر کے مفاد میں نہیں رہیں فرانسیسی سکالر، سالیام لمرانی کی کتاب ’’کیوبا کے خلاف اقتصادی جنگ‘‘ 2013ء میں اس کی تباہی پر روشنی ڈالی ہے عالمی عدالت انصاف نے نکاراگوا میں صدر ریگن کی دہشت گردانہ کارروائیوں اور طاقت کے استعمال کی مذمت کی ہے 1986ء میں سلامتی کونسل نے امریکہ پر زور دیا ہے کہ وہ بین لاقوامی قوانین پر عمل کرے مگر امریکہ بہادر اپنی سرشت سے مجبور بے وسائل کمزور ممالک پر چڑھ دوڑنے، ان کے وسائل کو ہڑپ کرنے اور انھیں تباہ و برباد کرنے سے باز نہیں آیا ہے۔(بشکریہ، ان دیز ٹائمنز)

امریکی دہشت گردی کے شکار آج کل زیادہ تر مسلم ممالک ہی ہیں جہاں روزانہ ہزاروں افراد قتل ہو رہے ہیں۔ ایک اور مغربی دانشور ’’رابرٹ فسک‘‘ (جاسوسی ادارے ناانصافیوں کو بھی سمجھیں) کے عنوان سے لکھتا ہے: یہ تو مجھے یقین ہے کہ برطانیہ کے گورنمنٹ کمیونیکیشن ہیڈ کوارٹر (جی سی ایچ کیو) کے انٹیلی جنس اداروں میں بیٹھے ہوئے چھوکرے اور چھوکریاں دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کی غرض سے زیادہ سے زیادہ ذرائع (tools) جمع اور اختیار کرنا چاہتے ہیں لیکن میں ایم آئی 5 کے باس اینڈریو پارکر کے ایک منصوبے کا جس کا انہوں نے اسی ماہ ذکر کیا، سن کر ہکا بکا رہ گیا کہ موصوف جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اگر وہ طریقے اختیار کریں گے تو اسکا دوسرا مطلب ہوگا کہ دہشت گرد دیواروں کے پیچھے بڑے اعتماد کیساتھ اپنا سراغ دیے بغیر کارروائیاں کرسکیں گے اگر ایم آئی 5 ان ذلیل اور گھٹیا دشمنوں کی شناخت کی اہلیت سے محروم ہو گئی اگر راڈار کے کچھ حصے تاریک ہوگئے تو پھر عوام کے تحفظ کا خدا ہی حافظ۔ میں راڈار سکرین کی کارگذاری سے بڑا متاثر ہوں یہ وہ راڈار ہے جس پر اینڈی (اینڈریو پارکر) کے جاسوس

24 گھنٹے نظریں جمائے رکھتے ہیں اس راڈار کی شاندار کارکردگی دیکھتے ہیں۔ ابھی سکرین کا ایک حصہ بھورے رنگ میں تبدیل ہوتا ہے پھر وہ اگلے ہی لمحے بے ربط ہوگیا یعنی اس پر ابھرنے والے نقوش گڈ مڈ ہو گئے اور پھر سیاہ ہو گیا پھر داعش، القاعدہ، اخوان المسلمین، النصرہ فرنٹ، بشار الاسد کی مخابرات (جاسوسی ادارہ) کے لڑکے ایرانی دہشت گرد (اگر وہ اب بھی کہیں ہیں) اور اس طرح کے دوسرے نوجوان جوائنڈی کی لاعلمی میں ہمیں تباہ کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں مسئلہ یہ نہیں کہ ایم آئی 5 کا راڈار تاریک ہوسکتا ہے بلکہ یہ ہے کہ برطانیہ میں ہر سمجھدار انٹیلی جنس افسر جانتا ہے کہ دہشت گردی کا خطرہ اس (لڑکی/لڑکے) کی راڈار سکرین پر نہیں بلکہ یہ مشرق وسطیٰ میں انگریزوں، امریکیوں اور مغرب کی ظالمانہ پالیسیوں کے تناسب سے بڑھتا ہے۔ اگر مسٹر پارکر اور انکا عملہ واقعی ہماری حفاظت کرنا چاہتا ہے تو انہیں مقبوضہ فلسطینیوں، کردوں کے بے وطنی اور عرب دنیا کی جیلوں اور ٹارچر سیلوں میں نظر بند لاکھوں عربوں کو جن کے ڈکٹیٹروں کی ہم سرپرستی کرتے ہیں خصوصاً مصر اور خلیجی ممالک جن کی ہم اب بھی مدد کرتے اور انہیں تحفظ دیتے ہیں دیکھ لیں تو کافی ہوگا یہ مظالم جن کے ارتکاب کی ہم اجازت دیتے ہیں اور جو حقیقتاً ہمارے نام پر کیے جاتے ہیں کسی بھی نوجوان مسلمان عورت یا مرد کو ظلم کرنے والوں کیخلاف اٹھ کھڑے ہونے پر مجبور کر سکتے ہیں دراصل ایسے ثبوت وافر ہیں کہ القاعدہ کا اصل گہوارہ سابق صدر حسنی مبارک کا عقوبت خانہ ثورہ تھا جہاں بعض اوقات اسلام پسند قیدیوں کو عورتوں والے نام دے کر ایک دوسرے سے بدفعلی پر مجبور کیا جاتا تھا۔ براہ کرم نوٹ فرمائیے میں فی الحال ان عقوبت گاہوں کا ذکر نہیں کر رہا جو ہم نے ظالمانہ اور غیر قانونی جارحیت کے بعد افغانستان، گوانتاناموبے اور عراق میں قائم کیے نہ میں گذشتہ گرمیوں میں غزہ میں اسرائیل کی مسلسل بمباری سے ہلاک ہونیوالے 300 فلسطینی بچوں کا ذکر کر رہا ہوں۔ ہاں میں جانتا ہوں حماس کینہ پرور ہے اور داعش ہٹلر، قیصر، تیمور لنگ یا چنگیز خان سے بھی زیادہ ڈراؤنی، القائی بلکہ دنیا کا خاتمہ چاہتی ہے اخوان المسلمون جو مصر میں خلافت کا احیا چاہتی ہے (اگرچہ میں اس پر یقین نہیں رکھتا) القاعدہ جس نے 2001ء میں امریکہ اور 2007ء میں برطانیہ پر حملے کیے تھے اور اگر اس (القاعدہ) کے یمنی حواری 2015ء میں پیرس میں قتل عام کے پیچھے ہیں تو کشت وخون کے ان واقعات کے پیچھے ناانصافیوں کی بھی ایک طویل تاریخ ہے جس کا اعتراف کیا جانا چاہیے ہمیں ایسے حق گو لوگوں کی سخت ضرورت ہے جو مشرق وسطیٰ

میں ہونیوالی ناانصافیوں کی بات بھی کرسکیں جن کی ہم نے کھلی چھوٹ یا اجازت دے رکھی ہے۔ جن لوگوں نے ہمارے یا ہمارے اتحادیوں کے ہاتھوں بہیمانہ مظالم برداشت کیے ہیں ان کے دل پر کیا گذری ہوگی جب چند ہفتے پہلے انہوں نے جنرل مارٹن ڈمپسی کے فضول اور بیہودہ ریمارکس پڑھے ہوں گے جن میں انہوں نے اسرائیلی آرمی کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ فلسطینیوں کے مقابلے میں اسرائیلی آرمی نے غیر معمولی ضبط وتحمل کا مظاہرہ کیا جنرل ڈمپسی خیر سے امریکی فوج کے سب سے اعلیٰ عہدیدار یعنی یوایس جائنٹ چیفس آف سٹاف ہیں انہوں نے اپنے ریمارکس میں گذشتہ اگست میں اسرائیل کے فوجیوں کے جنگی جرائم اور 2100 فلسطینیوں کی جن میں بیشتر بے گناہ شہری تھے ہلاکت کا کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ کہا کہ اسرائیل کے فوجیوں نے غیر معمولی احتیاط سے کام لیا تاکہ فلسطینی شہریوں کے جان ومال کو کم سے کم نقصان پہنچے انہوں (اسرائیلیوں) نے ایک خاص ڈھانچہ تباہ کرنے پر ہی توجہ مرکوز رکھی جنرل ڈمپسی نے فلسطینی جانی نقصان سے انکار کیا جبکہ ہیومن رائٹس واچ نے الزام لگایا کہ اسرائیلی آرمی کی کاروائیاں بلا امتیاز سنگدلانہ اور المناک ہیں جنرل ڈمپسی نے غزہ کے قتل عام کے بعد سینئر اور نان کمیشنڈ آفیسر کو آپریشن کے بارے میں مزید جانکاری کیلئے اسرائیل کیوں بھیجا؟ آیئے توقع رکھیں کہ ان کے جنگجو جو اسرائیل سے خونریزی کا علم سیکھ کر آئے ہیں شام اور عراق میں آئندہ فضائی حملوں میں ان کی عملی مشق نہیں کریں گے داعش اور القاعدہ ان باتوں کی کب پرواہ کرنیوالے ہیں ان کا تو ہمیشہ اصرار رہا ہے کہ امریکہ اور اسرائیل بنیادی طور پر ایک ہی قوم ہیں انکے ایک ہی فوجی مقاصد ہیں اور مقاصد کے حصول کیلئے ایک ہی طرح کے مفسدانہ حربے ہیں یوں جنرل ڈمپسی نے یہ ریمارکس دے کر داعش اور اس کے پروپیگنڈے کی تائید کردی۔ یہ ہے وہ ساز وسامان اور مواد جس سے دہشت گردی تیار ہورہی ہے لیکن یہ تمام حقائق سیکورٹی سروسز کے ڈائریکٹر جنرل کی دلچسپی کے دکھائی نہیں دیتے ہیں۔ ایم آئی 5 کی راڈار سکرین پر ہر قسم کی دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے ذرائع وغیرہ کی بجائے جو بنیادی لفظ آنا چاہیے وہ ہے ناانصافی مجھے قوی یقین ہے کہ اگر کوئی ایسا لفظ سکرین پر آتا ہے تو اسے فنی خرابی یا سکرین کا اچانک سیاہ ہوجانا سمجھا جائے گا بجائے اس طاقتور بصیرت کے جو ہماری جانوں کی حفاظت کیلئے سیکورٹی سروسز کی مدد کرسکے مجھے پختہ یقین ہے کہ اگر کبھی ایم آئی 5 کی سکرین پر ناانصافی کے ہیبت ناک الفاظ ابھر آئے تو اینڈی (اینڈریو پارکر) کے آرڈرز کیا ہوں

گے وہ ہوں گے: ''سکرین کا سوئچ آف کرو!''۔

میں ہمیشہ گلینکری مرکز امن ومصالحت کے کام کا مداح رقدردان رہا ہوں یہ ادارہ ایک پرانی وحشت انگیز دیواروں سے گھری بیرک میں قائم ہے 18 ویں صدی میں انگلستان کے فوجی یہاں بیٹھ کر کو وکلوشہر کے باسیوں کی تاج برطانیہ سے وفاداری کو یقینی بناتے رہے اسی سنٹر میں نوے کے عشرے میں شمالی آئرلینڈ کے مخالفین آئرش اور برٹش سفارت کار جمع ہوکر مذاکرت کرتے تھے اسی مرکز میں پیلے کی ڈی یو پی پیٹر ابن سن مارٹن میک گنز آف سن فین اور افغان پارلیمنٹرین کے درمیان ایک ملاقات کا اہتمام کیا گیا تھا گلینکری 'پیس بلڈر' کا کردار ادا کر رہا تھا جب میں نے نسل پرستی کے معمار کے بہادر بیٹے ولیم ورورڈ کے جس نے افریقین نیشنل کانگریس میں شمولیت اختیار کر لی تھی اور جنوبی افریقہ سچ (ٹروتھ) کمیشن کیلئے بھی کام کیا تھا، الفاظ پڑھے میں نے اس کا برا منایا یہ الفاظ اس کی کتاب سے لیے گئے ہیں جو اس نے سیاسی مصالحت کے بارے میں لکھی ولیم ورورڈ گلینکری کو ایک اقامتی جگہ (Residential Space) قرار دیتا ہے جس میں رہنمائی کا کام مختلف نوعیت کے اقدار سرانجام دیتی ہیں میں جان گیا ہوں کہ یہ ایک باہمی لسانی، خود حفاظتی مفاہمت تھی جس نے رابن سن اور میک گینز کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ (بشکریہ دی انڈیپنڈنٹ)

مغربی مفکرین کے خیالات سننے اور پڑھنے کے بعد صاف پتہ چلتا ہے کہ دہشت گردی کے اسباب کیا ہیں اور سب سے بڑا دہشت گرد اصل میں کون ہے جس نے دنیا بھر کا امن و سکون تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور جو زیادہ تر مسلم ممالک کو دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر انھیں تباہ و برباد کرنے کے درپے ہے اور انھیں خانہ جنگی کی آگ میں دھکیل کر اپنے بغل بچے کے ساتھ بیٹھ کر اس ناختم ہونے والی جنگ کا نظارہ کر رہا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ دہشت گردی کی وجوہات ختم کیے بغیر اس کا خاتمہ ناممکن ہے۔ خاص طور پر مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک میں بدلتی ہوئی صورت حال اور دنیا بھر کے دیگر مسلم ملکوں میں جاری خانہ جنگی کی حالت اور دہشت گردی کے واقعات اور متحارب گروپوں میں نئی صف بندی عالمی امن کے لئے انتہائی حد تک خطرناک ہے جو نئی عالمی جنگ کا پیش خیمہ ہوسکتی ہے۔ امن پسند دنیا کو دہشت گردی کی وجوہات تلاش کرنے کی ضرورت ہے تا کہ خطہ ارضی پر موجود اربوں انسان امن وسکون سے رہ سکیں۔

دنیا کی سب سے بڑی انٹیلی جنس ایجنسی

سی آئی اے کا خفیہ ٹارچر پروگرام

امریکا کی سینٹ کمیٹی نے تاریخ رقم کرتے ہوئے تصدیق کر دی کہ قومی ایجنسی کے اہل کاروں نے مسلمان قیدیوں کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا......ایک سنسنی خیز تحقیقی رپورٹ
(بشکریہ سنڈے ایکسپریس 28 دسمبر 2014ء)

سیّد عاصم محمود

''جنگلی جانور کبھی تلذذ کی خاطر شکار نہیں کرتے۔ کرۂ ارض پہ واحد انسان ہی ہے جو اپنے بھائی بندوں پر تشدد کرتا اور انہیں مار کر لطف و تسکین پاتا ہے۔'' (برطانوی شاعر جیمز انتھونی فروڈ)

16 دسمبر کی صبح پشاور کے ایک اسکول میں شدت پسندوں نے زندگی سے بھرپور معصوم، مسکراتے، ہمکتے، چمکتے، دمکتے پھولوں کی پتیاں جس وحشیانہ طریقے سے نوچیں، اسے دیکھ کر سبھی حساس انسانوں کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور وہ تھرا اٹھے۔ یہ شدت پسند برغم خود جو جنگ لڑ رہے ہیں، وہ بالکل معکوس سمت اختیار کر چکی......اب غاصب نہیں اپنے ہی ہم وطن اس کا نشانہ ہیں۔ ستم یہ کہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے رہنے والے نہیں عام پاکستانیوں کے باپ، بیٹے، بھائی اور بچے اس جنگ کے شعلوں کی نذر ہوئے۔

یہ کیسی خوفناک جنگ ہے جو پڑوسیوں اور ہم وطنوں سے محبت نہیں دشمنی کرنا سکھاتی ہے! اس احمقانہ جنگ کا کوئی انت ہے یا نہیں؟ ایک عاقل کہتا ہے: ''بے وقوفی اور ذہانت کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ اول الذکر کوئی حد نہیں رکھتی۔''

بنی نوع انسان کا المیہ ہے کہ ہر جنگ کی سفاکی، وحشت اور بربریت اسے تلخ نتائج دیتی ہے۔ انسان اعادہ کرتا ہے کہ ان جنگوں کا ایندھن نہیں بنے گا......لیکن جلد ہی دوسروں سے

الجھ کر پھر جنگ کے الاؤ میں جا گھستا ہے۔اس ہولناک حماقت سے دنیا کی کوئی قوم نہیں بچ سکی،حتیٰ کہ خود کو انسانی حقوق، آزادی اور جمہوریت کے چیمپئن کہنے والے امریکی بھی نہیں!

پچھلے دنوں امریکی ارکان سینٹ کی تحقیق سے یہ روح فرسا انکشاف ہوا کہ حادثہ 9/11 کے بعد تب کی بش حکومت نے اپنی خفیہ ایجنسی، سی آئی اے کو یہ کھلی چھٹی دیدی کہ وہ خصوصاً اسلامی ممالک میں جس مسلمان کو دہشت گرد سمجھے، اسے اغوا کرے یا دوسروں کی مدد سے کروا ڈالے۔ یہی نہیں، القاعدہ کے ''راز'' جاننے کی خاطر اس پہ تشدد کے متنوع طریقے آزمانے کا لائسنس بھی اسے مل گیا۔

اس ننگی آزادی نے افسرانِ سی آئی اے کو شتر بے مہار بنا ڈالا۔ممتاز امریکی ادیبہ، میری میکارتھی کا قول ہے: ''انسان جب تشدد پہ اتر آئے، تو بھول جاتا ہے کہ وہ کیا ہے۔'' چنانچہ انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے امریکی بھی بھول گئے کہ وہ اقوام عالم میں اعلیٰ انسانی واخلاقی اقدار کے علمبردار ہیں۔سی آئی اے نے مسلم قیدیوں پہ جو مظالم ڈھائے، ان کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

☆☆

رحیم جبولی اب شاذ ہی گھر سے باہر نکلتا ہے کیونکہ اسے دنیا والوں پر اعتبار نہیں رہا۔اگر کسی ضروری کام سے باہر نکلنا بھی پڑے، تو وہ زیادہ سے زیادہ وقت پر ہجوم جگہوں پر گزارتا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ اگر اس کے اغوا کنندہ دوبارہ چھاپہ ماریں، تو کم ازکم اس سانحے کے گواہ تو موجود ہوں۔ ان اغوا کاروں نے اسے ایسے بے رحم اور ظالمانہ تشدد کا نشانہ بنایا تھا کہ دس سال بیت جانے کے بعد وہ اپنی اذیت و تکلیف نہیں بھول سکا۔

گھر سے نکلتے ہی قدم قدم پر رحیم جبولی کو ایسے مناظر دکھائی دیتے ہیں کہ اسے اپنی اسیری کا انتہائی تلخ زمانہ یاد آجاتا ہے۔سڑک پر کوئی سیاہ وین نمودار ہو، تو وہ بچے کی طرح ڈر جاتا ہے۔ اسے لگتا ہے کہ اغوا کار پھر آپہنچے۔ تالاب کے تو وہ نزدیک نہیں پھٹکتا کہ پانی دہشت کی علامت بن چکا۔گھر میں بھی رحیم زیادہ وقت اپنے کمرے کی تنہائی میں گزارتا ہے۔وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اسے ڈراؤنے خوابوں سے خوفزدہ یا چوری چھپے روتے دیکھے اپنی جسمانی و ذہنی حالت زار دیکھتے ہوئے اسے خوف ہے کہ وہ کبھی شادی کر کے بیوی بچوں کا پیار حاصل نہیں کر سکے گا۔

الجزائر کا باشندہ رحیم جبولی سی آئی اے کے مظالم کا شکار ہے، جس نے اس مسلم نوجوان کی زندگی تباہ کر ڈالی اور اسے خوشیوں و مسرتوں سے دور کر دیا۔ دس سال قبل امریکی ایجنٹوں نے ''دہشت گرد'' قرار دے کر اسے اغوا کیا۔ وہ اسے وسطی افریقا میں واقع اپنے خفیہ مرکز لے گئے۔ رحیم جبولی اس خفیہ سیل میں سات ماہ قید رہا۔ اور یہ عرصہ اس نے ارضی جہنم میں رہتے ہوئے گزارا۔

اس خفیہ مرکز میں تعینات امریکی ایجنٹوں کا پسندیدہ آلہ تشدد ''دباؤ ہیئت'' (POSITION STRESS) تھا۔ وہ قیدی کو لٹاتے' اس کی ٹانگیں موڑتے اور پھر گردن سے لے کر ٹخنوں تک رسی یا زنجیر سے کس کر باندھ دیتے۔ اسی ہیئت میں آ کر چند ہی منٹ بعد انسان اتنی شدید تکلیف محسوس کرتا کہ بمشکل سانس لے کر زندہ رہتا ہے۔ رحیم آنسو بھری نگاہیں لیے دلگیر آواز میں بتاتا ہے:

''ایسی اذیت ناک کیفیت میں انسان خود کو دوسرے کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے۔
وہ خود کوئی فیصلہ کرنے کی حیثیت نہیں رکھتا۔ اب جو دوسرا چاہے' وہی ہوتا ہے۔''

رحیم جبولی کی داستانِ الم کا آغاز 17 ستمبر 2001ء کو ہوا۔ اسی دن ورلڈ ٹریڈ سنٹر منہدم ہوئے چھ دن گزر چکے تھے۔ مغربی میڈیا غل مچا رہا تھا کہ امریکی طاقت کی نشانی پہ یہ حملہ القاعدہ نے کیا ہے۔ چنانچہ اسی دن امریکی صدر جارج بش نے ایک خفیہ صدارتی حکم نامے کے ذریعے سی آئی اے کو یہ اختیار دے دیا کہ وہ پوری دنیا میں جس انسان کو بھی ''دہشت گرد'' سمجھیں' اسے بہ غرض تفتیش اغوا کر لیں۔

یوں سی آئی اے کے ایجنٹوں کو خصوصاً اسلامی ممالک میں مشکوک افراد کی پکڑ دھکڑ کرنے کی اجازت مل گئی۔ اور یہ مشکوک مسلمان کون تھے؟ وہ مسلم جو مغربی استعمار کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور غاصب قوتوں (اسرائیل، بھارت، روس، امریکا، سربیا، فلپائن، برما) کا شکار مسلمانوں کو بذریعہ مسلح جدوجہد بچانا چاہتے تھے۔

سی آئی اے نے پھر افغانستان، پاکستان، یمن اور دیگر اسلامی ممالک سے کم از کم تین ہزار مسلمان ''دہشت گرد'' قرار دے کر پکڑ لیے۔ اُدھر مغربی میڈیا اسلام اور دہشت گردی کو ہم

مترادف قرار دینے لگا۔ وہ بھول گیا کہ بیسویں صدی میں جہادی تنظیموں کا قیام اس ظلم وستم کا فطری ردّعمل تھا جو یورپی استعماری ونوآبادیاتی طاقتیں پچھلے دوسو برس سے عالم اسلام میں...... انڈونیشیا سے لے کر موریطانیہ اور نائجیریا تک مسلمانوں پر ڈھارہی تھیں۔حتی کہ اسلامی ممالک آزاد ہوئے پھر بھی سازشوں اور کٹھ پتلی حکمرانوں کی وساطت سے سابق یورپی آقاؤں نے وہاں اپنا اثر ورسوخ برقرار رکھا۔

امریکا کی اعلیٰ ترین قیادت سے لے کر سی آئی اے کے عام ایجنٹوں تک،سبھی کو یقین تھا کہ القاعدہ مزید حملے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ امریکی صدر نے سی آئی اے کو مسلم قیدیوں پر تشدد کرنے کی اجازت دے دی۔ مدعا یہ تھا کہ ان سے آنے والے منصوبوں، ساتھیوں اور تربیتی کیمپوں کے متعلق معلومات اگلوائی جائیں۔

سی آئی اے نے 1965ء تا 1972ء ویت نام میں ''فونکس پروگرام (PHOENIX PROGRAM) منصوبے کے تحت ویت نامی گوریلوں پر تشدد کے لرزہ خیز طریقے اپنائے تھے۔لیکن تشدد کے ذریعے امریکیوں کو بہت کم معلومات حاصل ہوسکیں۔ چنانچہ سی آئی اے کے بڑوں نے یہی نتیجہ اخذ کیا: اوّل ٹارچر سے زیادہ سے زیادہ معلومات نہیں ملتیں، دوم جوملیں بھی ان میں سے بیشتر غلط ہوتی ہیں۔اس نتیجے کی روشنی میں آئندہ قیدیوں پر تشدد کرنے کی پالیسی ترک کردی گئی۔اس ضمن میں راہنما اصول بھی بنائے گئے۔

لیکن بعداز واقعہ 9/11 ستمبر امریکی حکومت پر قومی سلامتی (نیشنل سیکورٹی) کا بھوت سوار ہوگیا۔ چنانچہ اپنے ذاتی تحفظ کی خاطر اپنائے جانے والے تمام جائز وناجائز حربے درست قرار پائے۔ یہ فرض کرلیا گیا کہ امریکا کی سلامتی شدید خطرے میں ہے۔ امریکی عوام پر یہ بھی خوف سوار کرایا گیا۔ایسے پرتناؤ ماحول میں قیدیوں سے راز اگلوانے کی خاطر تشدد دوبارہ سی آئی اے کے ایجنٹوں کا من پسند وتیرہ بن گیا اور اس سلسلے میں انہیں بش حکومت کی آشیرباد حاصل تھی۔

سی آئی اے نے تو سب سے پہلے مختلف ممالک...... افغانستان، تھائی لینڈ، پولینڈ، رومانیہ، لیتھونیا وغیرہ میں خفیہ تفتیشی مراکز قائم کیے۔ ''دہشت گردوں'' سے وہیں چھان بین کی گئی اور اس دوران ان پر جسمانی وذہنی تشدد کے مختلف طریقے آزمائے گئے۔اس بار سی آئی اے نے یہ

جدت اپنائی کہ کلینکل سائیکولوجسٹوں کی زیرنگرانی اپنا ٹارچر پروگرام شروع کیا۔ کلینکل سائیکولوجسٹ (CLINICAL PSYCHOLOGIST) وہ ماہر نفسیات ہے جو ادویہ اور طبی طریقوں کے ذریعے نفسیاتی امراض کنٹرول کرتا ہے۔ لیکن سی آئی اے نے قیدیوں کو نفسیاتی طور پر تندرست رکھنے کی خاطر ان کی خدمات حاصل نہیں کیں ...... بلکہ کلینکل سائیکولوجسٹوں کے ذریعے قیدیوں کا دماغ کنٹرول کرنا چاہتے تھے۔

ان کلینکل سائیکولوجسٹوں کے سربراہ جیمز مچل (JAMES MITCHELL) اور بروس جیسن (BRUCE JESSEN) تھے۔ انہوں نے مسلمان قیدیوں میں صبر و برداشت کا مادہ ختم کرنے اور انہیں ذہنی طور پر اضمحلال اور پژمردگی کا شکار بنانے کے لئے ٹارچر کے مختلف جسمانی و ذہنی طریقے ایجاد کیے۔ مدعا یہ تھا کہ انہیں جسمانی و ذہنی طور پر تباہ کر دیا جائے تاکہ نیم مردہ انسانی ڈھانچے سے پھر ''راز'' برآمد ہوسکیں۔ اس خدمت کے معاوضے میں دونوں نے ''80 ملین ڈالر'' (آٹھ ارب روپے) سے زیادہ رقم پائی اور اب وہ شاہانہ زندگی گذار رہے ہیں۔

سی آئی اے نے کلینکل سائیکولوجسٹوں سے معاہدہ کیا کہ مستقبل میں انسانی حقوق کی کسی امریکی تنظیم نے ان پر مقدمہ کر ڈالا تو سی آئی اے مقدمے کا تمام خرچہ وہرجہ برداشت کرے گی۔ امریکی کلینکل سائیکولوجسٹوں کو ایک اور سنگین مسئلہ بھی درپیش تھا۔ اگر مستقبل میں ثابت ہوتا کہ وہ سی آئی اے کے ٹارچر منصوبے کا حصہ رہے، تو ان کے لائسنس منسوخ ہو جاتے تب وہ امریکا بھر میں پریکٹس نہیں کر پاتے۔ یوں ان کا کیریئر تباہ ہو جاتا۔

چنانچہ بش حکومت اور سی آئی اے نے دنیا میں ماہرین نفسیات کی سب سے بڑی بین الاقوامی تنظیم ''امریکن سائیکولوجیکل ایسوسی ایشن'' پر زور ڈالا کہ وہ اخلاقی اصولوں کی اپنی پالیسی میں ایسی تبدیلی لائے کہ کلینکل سائیکولوجسٹ بلا خوف وخطر سی آئی اے کے ٹارچر پروگرام میں شریک ہوسکیں۔

25روزہ

قرآن فہمی کورس

(کل وقتی)

پھر سوئے حرم لے چل

تعارف

مقام: قرآن اکیڈمی جھنگ

پس منظر

1۔ مسلمان حقیقی اعتبار سے دنیا کی عام قوموں کی طرح ایک قوم نہیں ہیں بلکہ ایک ملّت ہیں۔تاہم عالمی سطح پر مسلمان یکجا ہونے کی بجائے لگ بھگ ساٹھ ممالک میں منقسم ہیں۔ ان ساٹھ ممالک میں مسلمان اکثریّت میں ہیں یا آبادی کا ایک تہائی سے زیادہ ہیں یا وہاں کے حکمران مسلمان ہیں۔آج ملّی جذبہ مفقود ہی نہیں ہے بلکہ اس کا درس دینے والا بھی خال خال کہیں نظر آتا ہے۔

2۔ پاکستان انہی ساٹھ ممالک میں سے ایک منفرد قسم کا ملک ہے کہ 14 ؍اگست 1947ء سے پہلے اس نام کا کوئی ملک کہیں موجود نہیں تھا۔ بلکہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی طویل تاریخ کے بہاؤ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا ملک مسلمانوں کو دے دیا جس کے حصول کے لئے اسلام کا نام لیا گیا تھا اور اس ملک میں اسلام کے نفاذ اور خلافت کا نعرہ لگایا گیا تھا۔علامہ اقبال اس ملک پاکستان کے 'مفکّر' اور 'مصوّر' کہلاتے ہیں ان کا سارا کلام قرآنِ مجید کی تعلیمات پر مبنی ہے اور ملّتِ اسلامیہ کے عظیم اور شاندار مستقبل،اس کی آفاقیت اور عالمی غلبہ کی نوید دیتا ہے ان کے نزدیک تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک 'ملّت' میں گم ہو جانا چاہیے۔

3۔ جنوبی ایشیا میں 1947ء سے پہلے مسلمان حکمرانی سے غلامی میں آ گئے تھے لیکن غلامی کے باوجود ان میں اسلامی جذبات، روایات، عالمگیریّت و آفاقیت کے تصوّرات زندہ تھے بلکہ مغربی بالادستی کے باوجود پوری دنیا کے مسلمان عوام میں یہ باتیں زندہ حقیقت تھیں جبکہ ــــــــ علامہ اقبال جیسے 'مفکر' دورِ غلامی میں اسلام کے احیاء وغلبہ و آفاقیّت کا درس دینے والی شخصیّت کی وجہ سے یہ جذبات پاکستان اور جنوبی ایشیا میں دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں سب سے زیادہ شدید اور گہرے تھے۔

4۔ پاکستان بنا تو نہ صرف جنوبی ایشیا کے مسلمانوں نے بلکہ پورے عالمِ اسلام بشمول عالم عرب نے اس واقعہ کو مسلمانوں کی مشترکہ کامیابی سمجھا اور 1948ء کے دوسرے یومِ آزادی کے موقع پر 25 مسلمان ممالک کے وفود اپنے فوجی دستوں سمیت کراچی میں تقریباتِ آزادی میں

شریک ہوئے جبکہ 1949ء کے تیسرے یومِ آزادی کے موقع پر 33 ممالک (کل مسلمان ممالک) کے وفود بمع فوجی دستے شریک ہوئے جس سے مسلمانانِ عالم کے آفاقی جذبات کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ مغرب نے اس عمل کو استعماری غلبے اور سیکولرازم کے لئے خطرہ سمجھا اور اس وقت سے آج تک ہمارے نصابِ تعلیم میں مداخلت کرکے، ہمارے میڈیا پر حاوی ہوکر اور ہمارے حکمرانوں کو خرید کر اس راستے سے دور کردیا ہے اور ساری دنیا کے مسلمان ممالک میں عوامی سطح پر بھی یہ جذبہ سرد پڑ چکا ہے اور ہمارا ملک پاکستان بھی اسی نظریاتی بحران کا شکار ہے۔ حیرت ہے 1947ء سے پہلے اور فوری بعد ہمارے سکولوں میں علامہ اقبال کی نظمیں شاملِ نصاب تھیں اور پڑھائی جاتی تھیں جبکہ 67 سال بعد ـــــــ ہمارے پرائمری رہائی سکول اور کالج لیول پر کہیں بھی علامہ اقبال کا نام تک نظر نہیں آتا ہے۔ مطالعہ پاکستان جیسے مضمون میں بھی قیامِ پاکستان اور تحریک پاکستان کو صرف ایک عام سے واقعہ کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔

5۔ اہم بات یہ ہے کہ آج (2015ء) میں کون سا ادارہ اور میڈیا کا کونسا حصہ ہے جو اس فریضہ کو ادا کر رہا ہے قومی سطح پر قائم اس نام کے سارے ادارے کہاں ہیں اور کیا کام کر رہے ہیں؟ حال یہ ہے کہ یہ جذبات رو بہ زوال ہو کر ختم ہونے کو ہیں۔ 60 سال پہلے ہمارے گھروں میں مائیں بچوں کو اسلامی کہانیاں سناتی تھیں آج بچے ٹی وی، ویڈیو گیمز اور موبائل کے ذریعے واہیات قسم کی باتیں سیکھ کر ملّی روایات کا خون کررہے ہیں۔

میڈیا ـــــــ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات وغیرہ یہ تعمیری کام کر سکتے تھے مگر اس میں بھی گلیمر (GLAMOUR) فیشن اور تاجرانہ ذہنیت نے قبضہ کر لیا ہے فلمیں، ڈرامے، گلوکار مرد اور عورتیں بطور 'مثالی انسان' اور FAVOURITE شخصیّات کے پیش کر کے ہمارے نئی نسل کی ذہنی ساخت اور سوچ کو اسلامی روایات سے ہٹا کر بازاری اور تاجرانہ بنا دیا ہے۔

کرنے کا کام

ہمارے نزدیک جب یہ کام ایک مبارک کام ہے تو اس کام کا نصاب پاکستان کے نوجوانوں کی ضروریات کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا جانا ضروری ہے۔ ہمارا ادارہ قرآن اکیڈمی

جھنگ گزشتہ چودہ سال سے اس سلسلے میں کچھ کام کر رہا ہے اور اُوپر تمہید میں بیان کردہ صغریٰ کبریٰ کے مطابق ہی نصاب ترتیب دے کر 'ملت اسلامیہ' کے لئے 'افراد' تیار کرنے کی حقیر سی سعی میں مشغول ہے۔ اس سلسلے کے اب تک 29 کورس مکمل ہو چکے ہیں۔ باقاعدہ سند جاری کی جاتی ہے اب تک 459 حضرات یہ کورس مکمل کر چکے ہیں جن میں نوجوان حضرات شرکت کر کے اب عملی زندگی میں M.A، Ph.D کر چکے ہیں۔ بعض انجینئرز اور ڈاکٹر بن چکے ہیں بعض اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر چلے گئے ہیں۔ اس کورس کے شرکاء بالعموم عملی زندگی میں باعمل، آگے بڑھنے والے، اچھے داعی، ذہنی طور پر دین کے معاملات سے مطمئن، اسلام، پاکستان اور عالم اسلام کی بہتری کے لئے کام کرنے والے بنتے ہیں۔ اس کورس کے شرکاء کراچی سندھ سے لے کر کشمیر اور دیر تک سے آتے ہیں اور واپس جا کر اپنے علاقوں میں کام کرتے ہیں۔

کورس کا تعارف:

ہمارے ہاں جاری کورس کے اہم نکات (SALIENT FEATURES) یہ ہیں:

(ا) دورانیہ:

یہ پروگرام 25 روزہ ہے اور کل وقتی رہائشی ہوتا ہے۔

(ب) قابلیت:

اس میں انٹرمیڈیٹ لیول یا اس سے اُوپر کے نوجوان / بڑی عمر کے لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔

(ج) نصاب:

کورس کے نصاب کے تدریسی حصہ کے اہم عنوانات درج ذیل ہیں:

1 مطالعۂ قرآنِ مجید (ایک مختصر نصاب)

☆ تعارفِ قرآنِ حکیم ☆ عظمت قرآنِ حکیم

☆ عظمت انسانی وحقیقت زندگی ☆ قصہ آدم علیہ السلام وابلیس

☆ انبیاء قبل ابراہیم علیہ السلام ☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد انبیاء

☆ بنی اسرائیل کا عروج وزوال ☆ راہِ نجات

☆ نیکی کی حقیقت ☆ حقیقت ایمان

☆ عمل صالح ☆ حقیقت جہاد

☆ سورۃ جمعہ ☆ سورۃ صف ☆ سورۃ حدید

2 مطالعۂ احادیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (ایک مختصر نصاب)

☆ اخلاصِ نیت ☆ حدیث جبرائیلؑ

☆ فضل القرآن ☆ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

☆ نبی اکرم ﷺ کی چند نصیحتیں ☆ حکمت دین کا ایک خزانہ

☆ نوید خلافت ☆ اللہ کا اٹل فیصلہ

☆ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دور ☆ مذہب اور دین کا فرق

☆ دعوتِ دین اور اس کا طریق کار ☆ قربِ الٰہی

☆ دجال کا ظہور ☆ ایک عظیم ماثورہ دُعا

☆ اُمت مسلمہ کے حالات کی اصلاح کے لئے اکابرین اُمت کی رائے

3 تاریخ اسلام (ایک طائرانہ جائزہ)

☆ سیرت النبی ﷺ کا مکی دور ☆ سیرت النبی ﷺ کا مدنی دور

☆ رسالت محمدیؐ کی خصوصی شان ☆ خلافت راشدہ

☆ خلافت راشدہ کی حقیقت ☆ دورِ بنی اُمیہ

☆ دورِ بنو عباس ☆ عروجِ یورپ ـــ زوالِ اُمت

☆ تاریخ بنی اسرائیل ☆ سابقہ اور موجودہ مسلمان اُمت

☆ ہندوستان میں اسلام ☆ احیائی عمل ☆ احیائے اسلام

☆ تحریک شہیدین ☆ ابوالاعلیٰ مودودی۔جماعت اسلامی

☆ تاریخ پاکستان ☆ پاکستان: عالمی غلبے کی عالمی تدبیر

4 عربی زبان کا ابتدائی کورس

☆ کتاب ''آسان درسِ عربی'' مکمل

5 کلامِ اقبال (منتخب حصہ)

☆ خطاب بہ جوانانِ اسلام
☆ ترانۂ ملّی
☆ ایک نوجوان کے نام
☆ لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ
☆ لینن (خدا کے حضور میں)
☆ فرمانِ خدا (فرشتوں سے)
☆ شکوہ
☆ جوابِ شکوہ
☆ طلوعِ اسلام
☆ ابلیس کی مجلس شوریٰ
☆ اسلام، مسلمان اور قرآنِ حکیم
☆ دُعا

کلامِ اقبال کی اہمیت

علامہ اقبال کا کلام اس لئے شامل نصاب ہے کہ علامہ اقبال نے دین کی تعبیرات میں بعض باتیں آج سے ایک صدی قبل دورِ غلامی میں کہہ ڈالیں مگر علماء اتنے یقین سے آج بھی نہیں کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کے مسائل کی واحد وجہ قرآنِ مجید کا چھوڑ دینا اور علاج ——— قرآنِ مجید سے تمسّک ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

اُنہوں نے غلامی سے آزادی اور اسلام کے غلبہ کی پیش گوئی کی تھی (جواب شکوہ 1913ء) اور اسے دینی فرض قرار دیا:

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے
(سورۃ الصّف آیات 9,8)

اُنہوں نے اسلام کے غلبہ کے لئے سعی و محنت کو اتباعِ رسول ﷺ سے جوڑ دیا:

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(جوابِ شکوہ)

اُنہوں نے مسلمانوں کے طرزِ حکومت کا نام خلافت بتایا۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

اُنہوں نے مسلمانوں کو اسلام کے آگے بڑھنے اور غلبہ کو عالمی ہونے کی نوید سنائی۔

ع میرے درویش خلافت ہے جہانگیر تیری

اسی طرح فرمایا:

عطا مومن کو درگاہِ حق سے ہونے والا ہے شکوہ ترکمانی ذہن ہندی نطق اعرابی

یہ حقائق احادیث میں بھی وارد ہیں مگر علماء منبر ومحراب سے آج بھی ان کے علیٰ الاعلان بیان سے کتراتے ہیں۔ ان حقائق کی وجہ سے علامہ اقبال کا کلام شامل نصاب ہے۔

6۔ ہم نصابی سرگرمیاں

اس کے علاوہ شرکاء کی تحریری وتقریری صلاحیتوں کو اُجاگر کیا جاتا ہے قرآنِ مجید ناظرہ کی اصلاح، تجوید کی مشق اور اصلاح پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔

کورس کی افادیت واہمیت

ہمارے کورسز کے شرکاء ایک بات حقیقت انسان کے عنوان سے پڑھتے ہیں پھر مسلمان کی ذمہ داریاں سامنے آتی ہیں۔ وہی بات تاریخ اسلام کے حوالے سے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے گزشتہ چارسو سالہ تاریخ کے ذکر میں آتی ہے۔ پھر وہی باتیں اسلام کے مستقبل کے بارے میں احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نصاب میں آتی ہیں۔ اس طرح ہمارے طلباء تین مختلف زاویوں سے مطمئن ہو کر اور دلائل سے مسلح ہو کر گھروں کو لوٹتے ہیں اور دینی کام میں لگ جاتے ہیں اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

اعلان اشاعت خاص (ماہنامہ لولاک، ملتان)

بیاد: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے علم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ حال ہی میں رحلت فرما گئے ہیں۔ زندہ قومیں اپنے اسلاف واکابر کو فراموش کرنے کے بجائے ان کے نقشِ پا سے راستے ڈھونڈتی ہیں۔ ان کی سیرت وکردار کے آئینۂ صافی کو سامنے رکھ کر اپنی سیرت وکردار کو ڈھالتی ہیں۔ ان کے نقوش زندگی سے شخصیت سازی کا کام لیتی ہیں اور ان کی ایک ایک ادا کو تاریخ کے اوراق میں محفوظ کر کے آنے والی نسلوں کی راہنمائی کا سامان کرتی ہیں۔ اسی غرض سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ''ماہنامہ لولاک، ملتان'' کی انتظامیہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ حالات زندگی پر ''اشاعت خاص'' کا فیصلہ کیا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ حضرت جیسی علمی، عبقری شخصیت کے بارے میں اہل علم وقلم حضرات کے مضامین وتأثرات شامل اشاعت کیے جائیں۔ لہٰذا تمام اہل علم وقلم حضرات سے التماس ہے کہ اپنے مضامین وتأثرات درج ذیل پتے پر جلد از جلد ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ فقیر: مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

عادت ڈالو درگزر کرنے کی اور حکم دو نیک کام کرنے کا اور کنارہ کش رہو جاہلوں سے

(الاعراف:199)

ان شاءاللہ

من الظلمات الی النور

25روزہ قرآن فہمی کورس کل وقتی

پھر سوئے حرم لے چل

مئی جون اگست 2015ء

29واں کورس 27اپریل تا20 مئی 2015ء

جس میں ترجیحاً انٹرمیڈیٹ تعلیم کے حامل طلباء، کاروباری و ملازمت پیشہ اور بے روزگار حضرات شریک ہوسکتے ہیں تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دیگر دینی علوم سیکھ کر عملی زندگی میں باعمل مسلمان کی زندگی بسر کرسکیں۔

معلومات کے لیے 20روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر اس تربیتی کورس کا بروشر مفت حاصل کریں یا
hikmatbaalgha@yahoo.com پر بروشر کے حصول کے لیے درخواست ای میل کریں

اپنی فرصت کے مطابق بذریعہ فون یا ای میل نام رجسٹر کرائیں

قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی نمبر2،ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

فون:047-630861-63----0336-6778561

ای میل:hikmatbaalgha@yahoo.com

فرمودۂ اقبال

شانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

آں اَمَنَّ النَّاس برمولاے ما
آں کلیمِ اوّلِ سیناے ما
ہمتِ اوکشت ملتّ را چو ابر
ثانئ اسلام و غار و بدر و قبر

وہ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) جن کے احسانات ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر
سب لوگوں سے زیادہ تھے، وہ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) جو
ہمارے طور سینا (اسلام کا نورِ ہدایت) کے پہلے
کلیم تھے۔ ان کی ہمت و عزم نے ملت کی کھیتی
کے لیے ابر کا کام کیا۔ وہ اسلام، غار،
بدر اور اب قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ دوسرے ہیں۔